حافظ زبیر علیزئی

دین میں تقلید کا مسئلہ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسوله الأمین ، أما بعد :

اہلِ حدیث اور اہلِ تقلید کے درمیان ایک بنیادی اختلاف: مسئلۂ تقلید ہے۔اس مضمون میں مسئلۂ تقلید کا جائزہ اور آخر میں ماسٹر محمد امین اوکاڑوی دیوبندی صاحب کے شبہات و مغالطات کا جواب پیشِ خدمت ہے۔

تقلید پر بحث کرنے سے پہلے اس کا مفہوم جاننا انتہائی ضروری ہے۔

تقلید کا لغوی معنی:

لغت کی ایک مشہور کتاب ''المعجم الوسیط'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

''و ___(قلد)___فلاناً :اتبعه فیما یقول أو یفعل ، من غیر حجة ولا دلیل ''

ترجمہ: اور فلاں کی تقلید کی: بغیر حجت اور دلیل کے اس کے قول یا فعل کی اتباع کی۔

(ص ۷۵۴ مطبوعہ: دارالدعوۃ ،مؤسسۃ ثقافیۃ استنبول، ترکی)

دیوبندیوں کی، لغت کی مستند کتاب ''القاموس الوحید'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

'' قلّد۔۔ فلاناً :تقلید کرنا، بلا دلیل پیروی کرنا، آنکھ بند کر کے کسی کے پیچھے چلنا''

(ص ۱۳۴۶ ا، مطبوعہ: ادارہ اسلامیات لاہور کراچی)

''التقلید : بے سوچے سمجھے یا بے دلیل پیروی (۲) نقل (۳) سپردگی''

(القاموس الوحید ص ۱۳۴۶ ب)

''مصباح اللغات'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

''وقلّده فی کذا : اس نے اس کی فلاں بات میں بغیر غور و فکر کے پیروی کی'' (ص ۷۰۱ ج)

عیسائیوں کی ''المنجد'' میں ہے کہ:

'' قلّده فی کذا : کسی معاملے میں بلا غور و فکر کسی کی پیروی کرنا''

(المنجد، عربی اردو ص ۱۳۱ ب مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی)

''حسن اللغات (جامع) فارسی اردو'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

''۔۔۔(۴) بے دلیل کسی کی پیروی کرنا (ص ۲۱۶، ا)

جامع اللغات اردو میں ہے کہ:

''تقلید: پیروی کرنا، قدم بقدم چلنا، بغیر تحقیق کے کسی کی پیروی کرنا''

(۱۶۶ اب مطبوعہ: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی نمبرا)

لغت کی ان تعریفات وتشریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ (دین میں) بے سوچ سمجھے، آنکھیں بند کرکے، بغیر دلیل وبغیر حجت، بغیر غور وفکر کسی شخص کی (جو نبی نہیں ہے) پیروی واتباع کرنا تقلید کہلاتا ہے۔

تنبیہ: لغت میں تقلید کے اور بھی معانی ہیں، تاہم دین میں تقلید کا یہی مفہوم ہے جو اوپر بیان کردیا گیا ہے۔

تقلید کا اصطلاحی معنی:

حنفیوں کی معتبر کتاب ''مسلم الثبوت'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

" التقلید :العمل بقول الغیر من غیر حجة کأخذ العامي و المجتهد من مثله ، فالرجوع إلی النبي علیه الصلوة والسلام أو إلی الإجماع لیس منه و کذا العامي إلی المفتي والقاضي إلی العدول لا یجاب النص ذلك علیهما لكن العرف علی أن العامي مقلد للمجتهد ، قال الإمام :وعلیه معظم الأصولیین " الخ

تقلید: (نبی ﷺ کے علاوہ) غیر (یعنی امتی) کے قول پر بغیر حجت (دلیل) کے عمل (کا نام) ہے۔ جیسے عامی (جاہل) اپنے جیسے عامی اور مجتہد کا قول لے لے۔ پس نبی علیہ الصلوۃ والسلام اور اجماع کی طرف رجوع کرنا اس (تقلید) میں سے نہیں ہے۔ اور اسی طرح عامی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا اور قاضی کا گواہوں کی طرف رجوع کرنا تقلید میں سے نہیں ہے کیونکہ اسے نص (دلیل) نے واجب کیا ہے لیکن عرف یہ ہے کہ عامی مجتہد کا مقلد ہے۔ امام (امام الحرمین: من الشافعیہ) نے کہا: اور اسی (تعریف) پر علمِ اصول کے عام علماء (متفق) ہیں۔ الخ (مسلم الثبوت ص ۲۸۹ طبع ۱۳۱۶ھ وفواتح الرحموت ج ۲ ص ۴۰۰)

حنفیوں کی معتبر کتاب ''فواتح الرحموت'' میں لکھا ہوا ہے کہ:

" (فصل :التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجة) متعلق بالعمل والمراد بالحجة حجة من الحجج الأربع وإلا فقول المجتهد دلیله وحجته (کأخذالعامي)من المجتهد (و) أخذ (المجتهد من مثله فالرجوع إلی النبی علیه)وآله وأصحابه (الصلوة والسلام أو إلی الإجماع لیس منه)فإنه رجوع إلی الدلیل (وکذا) رجوع (العامي إلی المفتی والقاضي إلی العدول) لیس هذا الرجوع نفسه تقلیداً وإن کان العمل بما أخذوا بعده تقلیداً (لا یجاب النص ذلك علیهما) فهو عمل بحجة لا بقول الغیر فقط (لكن العرف) دل (علی أن العامي مقلد للمجتهد) بالرجوع إلیه (قال الإمام) إمام

الحرمين (وعليه معظم الأصوليين) وهو المشتهر المعتمد عليه " الخ (فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت فی أصول الفقه ج۲ص۴۰۰)

ابن ہمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) نے لکھا ہے کہ:

" مسألة :التقليد العمل بقول من ليس قوله إحدي الحجج بلا حجة منها فليس الرجوع إلى النبی ﷺ والإجماع منه "

مسئلہ: تقلید اس شخص کے قول پر بغیر دلیل کے عمل کو کہتے ہیں جس کا قول (چار) دلائل میں سے نہیں ہے، پس نبی ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع تقلید میں سے نہیں ہے (تحریر ابن ہمام فی علم الاصول ج ۳ ص ۴۵۳)

اس کی تشریح کرتے ہوئے ابن امیر الحاج (حنفی، متوفی ۸۷۹ھ) نے لکھا ہے کہ:

(مسألة :التقليد العمل بقول من ليس قوله إحدى الحجج) الأربع الشرعية (بلا حجة منها فليس الرجوع إلى النبی ﷺ والإجماع منه)أي من التقليد ، على هذالأن كلاً منها حجة شرعية من الحجج الأربع ، وكذا ليس منه على هذا عمل العامي بقول المفتي و عمل القاضي بقول العدول لأن كلاً منهما وإن لم يكن إحدى الحجج فليس العمل به بلا حجة شرعية لا يجاب النص أخذ العامي بقول المفتى، وأخذ القاضي بقول العدول ...."

(كتاب التقرير والتحبير فی علم الأصول ج لا ص لالاج)

قاضی محمد اعلی تھانوی حنفی (متوفی ۱۱۹۱ھ) نے لکھا ہے کہ:

" التقليد :... الثاني العمل بقول الغير من غير حجة وأريد بالقول ما يعم الفعل و التقرير تغليباً ولذا قيل فی بعض شروح الحسامي التقليد اتباع الإنسان غيره فيمايقول أو يفعل معتقداً للحقية من غير نظر إلى الدليل كأن هذا المتبع جعل قول الغيرأو فعله قلادة فی عنقه من غير مطالبة دليل كأخذ العامي والمجتهد بقول مثله أي كأخذ العامي بقول العامي و أخذ المجتهد بقول المجتهد و على هذا فلا يكون الرجوع إلى الرسول عليه الصلوة والسلام تقليداً له وكذا إلى الإجماع وكذا رجوع العامي إلى المفتي أي إلى المجتهد وكذا رجوع القاضي إلى العدول فی شهادتهم لقيام الحجة فيها فقول الرسول بالمعجزة والإجماع بما تقرر من حجته و قول الشاهد والمفتي بالإجماع ...." الخ (کشاف اصطلاحات الفنون ج ۲ ص ۱۱۷۸)

علی بن محمد بن علی الجرجانی حنفی (متوفی ۸۱۶ھ) نے کہا:

" (التقليد) عبارة عن قبول قول الغير بلا حجة ولا دليل "

تقلید عبارت ہے (رسول اللہ ﷺ کے علاوہ) غیر کے قول کو بغیر حجت و بغیر دلیل کے قبول کرنا

(کتاب التعریفات ص ۲۹)

محمد بن عبد الرحمٰن عید المحلاوی الحنفی نے کہا:

" التقليد -- وفي الإصطلاح هو العمل بقول الغير من غير حجة من الحجج الأربع فيخرج العمل بقول الرسول ﷺ والعمل بالاجماع لأن كلاً منهما حجة و خرج أيضاً رجوع القاضي إلى شهادة العدول لأن الدليل عليه مافي الكتاب والسنة من الأمر بالشهادة والعمل بها وقد وقع الإجماع على ذلك --"(تسهيل الوصول إلى علم الأصول ص ۲۶۵)

محمد عبید اللہ الاسعدی نے کہا:

"تقلید (الف) تعریف،

ا۔لغوی: گلے میں کسی چیز کا ڈالنا

۲۔اصطلاحی: کسی کی بات کو بے دلیل مان لینا

تقلید کی اصل حقیقت یہی ہے، لیکن فقہاء کے نزدیک اس کا مفہوم ہے "کسی مجتہد کے تمام یا اکثر اصول وقواعد یا تمام یا اکثر جزئیات کا اپنے آپ کو پابند بنالینا"

(اصول الفقہ ص ۲۶۷، اس کتاب پر محمد تقی عثمانی دیوبندی صاحب نے تقریظ لکھی ہے)

قاری چن محمد دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

"اور تسلیم القول بلا دلیل یہی تقلید ہے یعنی کسی قول کو بلا دلیل تسلیم کرنا، مان لینا یہی تقلید ہے"

(غیر مقلدین سے چند معروضات ص ۱ عرض نمبر ۱، مطبوعہ: جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ، موضع حمید رنز دحضر وضلع اٹک)

مفتی سعید احمد پالن پوری دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

"کیونکہ تقلید کسی کا قول اس کی دلیل جانے بغیر لینے کا نام ہے۔علماء نے فرمایا ہے کہ اس تعریف کی رُو سے امام کے قول کو دلیل جان کر لینا تقلید سے خارج ہو گیا۔ کیونکہ وہ تقلید نہیں ہے بلکہ دلیل سے مسئلہ اخذ کرنا ہے۔مجتہد سے مسئلہ اخذ کرنا نہیں ہے" (آپ فتوی کیسے دیں؟ ص ۷۶ مطبوعہ: مکتبہ نعمانیہ ۳۶ جی لانڈھی، کراچی نمبر ۳۰)

اشرف علی تھانوی دیوبندی کے ملفوظات میں لکھا ہوا ہے کہ:

"ایک صاحب نے عرض کیا کہ تقلید کی حقیقت کیا ہے اور تقلید کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا: تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلا دلیل، عرض کیا کہ کیا اللہ اور رسول کے قول کو ماننا بھی تقلید کہلائیگا؟ فرمایا کہ: اللہ اور رسول کا حکم ماننا تقلید نہ کہلائیگا وہ اتباع کہلاتا ہے" (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ملفوظات حکیم الامت ج ۳ ص ۱۵۹

ملفوظ: ۲۲۸)

سرفراز خان صفدر دیوبندی گکھڑوی لکھتے ہیں:

’’اس عبارت سے واضح ہوا کہ اصطلاحی طور پر تقلید کا یہ مطلب ہے کہ جس کا قول حجت نہیں اس کے قول پر عمل کرنا مثلاً عامی کا عامی کے قول اور مجتہد کا مجتہد کے قول کو لینا جو حجت نہیں ہے۔ بخلاف اس کے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے کیونکہ آپ کا فرمان تو حجت ہے اور اسی طرح اجماع بھی حجت ہے اور اسی طرح عام آدمی کا مفتی کی طرح رجوع کرنا **فاسئلو ا اهل الذكر** الآیۃ کے تحت واجب ہے اور اسی طرح قاضی کا **ممن ترضون من الشهداء** اور **يحكم به ذوا عدل منكم** کی نصوص کے تحت عدول کی طرف رجوع کرنا بھی تقلید نہیں ہے کیونکہ شرعاً ان کا قول حجت ہے‘‘ (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص ۳۵، ۳۶ طبع صفر المظفر ۱۴۱۳ھ)

مفتی احمد یار نعیمی بریلوی لکھتے ہیں کہ:

’’مسلم الثبوت میں ہے: **التقليد العمل بقول الغير من غير حجة** ترجمہ وہ ہی جو اوپر بیان ہوا اس تعریف سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی اطاعت کرنے کو تقلید نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ان کا ہر قول وفعل دلیل شرعی ہے تقلید میں ہوتا ہے۔ دلیل شرعی کو نہ دیکھنا لہذا ہم حضور علیہ السلام کے امتی ہیں نہ کہ مقلد اسی طرح عالم کی اطاعت جو عام مسلمان کرتے ہیں اس کو بھی تقلید نہ کہا جائے گا کیونکہ کوئی بھی ان عالموں کی بات یا ان کے کام کو اپنے لئے حجت نہیں بناتا، بلکہ یہ سمجھ کر ان کی بات کو مانتا ہے کہ مولوی آدمی ہیں کتاب سے دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے۔‘‘ (جاء الحق ج ۱ ص ۱۶ طبع قدیم)

غلام رسول سعیدی بریلوی نے لکھا ہے کہ:

’’تقلید کے معنی ہیں دلائل سے قطع نظر کر کے کسی امام کے قول پر عمل کرنا اور اتباع سے یہ مراد ہے کہ کسی امام کے قول کو کتاب وسنت کے موافق پا کر اور دلائل شرعیہ سے ثابت جان کر اس قول کو اختیار کر لینا‘‘

(شرح صحیح مسلم ج ۵ ص ۶۳ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

سعیدی صاحب نے مزید لکھا ہے کہ:

’’شیخ ابو اسحاق نے کہا: بلا دلیل قول کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا تقلید ہے۔۔۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے قول کی طرف رجوع کرنا یا مجتہدین کے اجماع کی طرف رجوع کرنا یا عام آدمی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا یا قاضی کا گواہوں کے قول پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے‘‘ (شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۲۹)

سعیدی صاحب فرماتے ہیں:

’’امام غزالی نے لکھا ہے کہ: **التقليد هو قبول بلا حجة** : تقلید کسی قول کو بلا دلیل قبول کرنا ہے‘‘

(شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۳۰)

سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”تقلید کی جس قدر تعریفات ذکر کی گئی ہیں ان سب میں یہ بات مشترک ہے کہ دلیل جانے بغیر کسی کے قول پر عمل کرنا تقلید ہے“ (ایضاً ص ۳۳۰)

سرفراز خان صفدر دیوبندی فرماتے ہیں کہ:

”اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اقتداء واتباع اور چیز ہے اور تقلید اور چیز ہے“

(المنہاج الواضح یعنی راہ سنت ص ۳۵ طبع نہم جمادی الثانیہ ۱۳۹۵ھ جون ۱۹۷۵ء)

تنبیہ: اس طے شدہ بات کے خلاف سرفراز خان صاحب نے خود ہی لکھا ہے کہ:

”تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے“ (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص ۳۲)

معلوم ہوا کہ وادی تناقض وتعارض میں سرفراز خان صاحب غوطہ زن ہیں۔

خلاصہ: حنفیوں و دیوبندیوں و بریلویوں کی ان تعریفات وتشریحات سے ثابت ہوا کہ:

۱: آنکھیں بند کر کے، بے سوچے سمجھے، بغیر دلیل و بغیر حجت کے کسی غیر نبی کی بات ماننا تقلید ہے۔

۲: قرآن، حدیث اور اجماع پر عمل کرنا تقلید نہیں ہے۔ جاہل کا عالم سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔

۳: تقلید اور اتباع بالدلیل میں فرق ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

” **وجملته ان التقليد هو قبول القول من غير دليل** “ بغیر دلیل کے قول کو قبول کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔

(الفقيه و المتفقه ج۲ص۶۶)

حافظ ابن عبدالبر (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

”**وقال أبوعبدالله بن خويز منداد البصري المالكي :التقليد معناه فى الشرع الرجوع إلى قول لاحجة لقائله عليه وذلك ممنوع منه فى الشريعة و الاتباع ما ثبت عليه حجة**“

شریعت میں تقلید کا معنی یہ ہے کہ ایسے قول کی طرف رجوع کرنا جس کے قائل کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ شریعت میں ممنوع ہے۔ جو (بات) دلیل سے ثابت ہو اسے اتباع کہتے ہیں (جامع بيان العلم و فضله ج ۲ ص ۱۱۷ دوسرا نسخہ ج۲ ص ۱۴۳ واعلام الموقعين لابن القيم ج ۲ ص ۱۹۷، الرد على من أخلد إلى الأرض و جهل أن الاجتهاد في كل عصر فرض ، للسيوطى ص ۱۲۳)

تنبیہ: سرفراز خان صفدر دیوبندی نے ”الدیباج المذہب“ سے ابن خویز منداد (محمد بن احمد بن عبداللہ، متوفی ۳۹۰ھ

تقریباً) پر جرح نقل کی ہے (الکلام المفید ص ۳۳، ۳۴)
عرض ہے کہ ابن خویز منداد اس قول میں منفرد نہیں ہے بلکہ حافظ ابن عبدالبر، حافظ ابن القیم اور علامہ سیوطی اس کے موافق ہیں۔ وہ اس کے قول کو بغیر کسی جرح کے نقل کرتے ہیں۔ بلکہ سرفراز خان صفدر اپنے ایک قول میں ابن خویز منداد کے موافق ہیں، دیکھئے راہِ راست (ص ۳۵)
دوسرے یہ کہ ابن خویز مذکور پر شدید جرح نہیں ہے بلکہ '' ولم یکن بالجید النظر ولا قوی الفقه '' وغیرہ الفاظ ہیں، دیکھئے الدیباج المذهب (ص ۳۶۳ ت ۴۹۱) ولسان المیزان (۲۹۱/۵)
ابو الولید الباجی اور ابن عبدالبر کا طعن بھی صریح نہیں ہے، دیکھئے تاریخ الاسلام للذهبی (ج ۲۷ ص ۲۱۷) والوافی بالوفیات للصفدی (۳۹/۲ ت ۳۳۹)
ابن خویز منداد کے حالات درج ذیل کتابوں میں بھی ہیں۔
طبقات الفقہاء للشیرازی (ص ۱۶۸) وترتیب المدارک للقاضی عیاض (۶۰۶/۴) ومعجم المؤلفین (۷۵/۳)
حنفی و بریلوی و دیوبندی حضرات ایسے لوگوں کے اقوال پیش کرتے ہیں جن کی عدالت و ذات پر بعض محدثین کرام کی شدید جرحین ہیں مثلاً
(۱) قاضی ابو یوسف (۲) محمد بن الحسن الشیبانی (۳) حسن بن زیاد اللؤلؤی (۴) عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی وغیرہم دیکھئے میزان الاعتدال ولسان المیزان وغیرھما،
جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی (متوفی ۸۶۴ھ) نے کہا:
'' والتقلید :قبول قول القائل بلا حجة ، فعلی هذا قبو ل قول النبی (لا) یسمی تقلیداً ''
اور تقلید یہ ہے کہ کسی (غیر نبی) قائل کے قول کو بغیر حجت کے تسلیم کیا جائے، پس اس طرح نبی (ﷺ) کا قول تقلید نہیں کہلاتا (شرح الورقات فی علم اصول الفقہ ص ۱۴)
ابن الحاجب النحوی المالکی نے (متوفی ۶۴۶ھ) نے کہا:
'' فالتقلید العمل بقول غیر ك من غیر حجة ولیس الرجو ع إلی قوله ﷺ و إلی الإجما ع و العامي إلی المفتي و القاضي إلی العدو ل بتقلید بالقیام الحجة و لا مشاحة فی التسمیة ''
پس تقلید، تیرے غیر کے قول پر بغیر حجت کے عمل (کا نام) ہے، اور آپ ﷺ کے قول اور اجماع کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے (اور اسی طرح) عامی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے کیونکہ اس پر دلیل قائم ہے اور تسمیہ (نام رکھنے) میں کوئی جھگڑا نہیں ہے۔
(منتهی الوصول والأمل فی علمي الأصول والجدل ص ۲۱۸، ۲۱۹)

علی بن محمد الآمدی الشافعی (متوفی ۶۳۱ھ) نے کہا:

"أما (التقليد) فعبارة عن العمل بقول الغير من غير حجة ملزمة ـ فالرجوع إلى قول النبي عليه السلام وإلى ما أجمع عليه أهل العصر من المجتهدين ورجوع العامي إلى قول المفتي وكذلك عمل القاضي بقول العدول لايكون تقليداً"

تقلید عبارت ہے غیر کے قول پر بغیر حجت لازمہ کے عمل کرنا۔ پس نبی علیہ السلام اور مجتہدین عصر کے اجماع کی طرف رجوع، عامی کا مفتی سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔

(الأحكام فى أصول الأحكام ج۴ص۲۲۷)

ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (متوفی ۵۰۵ھ) نے کہا:

"التقليد هو قبول قول بلا حجة" تقلید، بلا دلیل، کسی قول کو قبول کرنے کو کہتے ہیں۔

(المستصفی من علم الأصول ج۲ص۳۸۷)

حافظ ابن القیم نے کہا:

"وأما بدون الدليل فإنما هو تقليد" اور جو بغیر دلیل کے ہو وہ تقلید (کہلاتا) ہے۔

(اعلام الموقعین ج۱ص۷)

عبداللہ بن احمد بن قدامہ الحنبلی نے کہا:

"وهو فى عرف الفقهاء قبول قول الغير من غير حجة أخذاً من هذا المعنى فلا يسمى الأخذ بقول النبي ﷺ والإجماع تقليداً ـ"

اور یہ (تقلید) عرفِ فقہاء میں غیر کا قول بغیر حجت کے قبول کرنا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے نبی ﷺ کا قول اور اجماع تسلیم کرنا تقلید نہیں کہلاتا (روضۃ الناظر وجنۃ المناظر ج۲ص۴۵۰)

ابن حزم الاندلسی الظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) نے کہا:

"لأن التقليد على الحقيقة إنما هو قبول ما قاله قائل دون النبى ﷺ بغير برهان، فهذا هو الذي أجمعت الأمة على تسميته تقليداً وقام البرهان على بطلانه"

حقیقت میں تقلید، نبی ﷺ کے علاوہ کسی شخص کی بات کو بغیر دلیل کے قبول کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ وہ تعریف ہے جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہوا ہے کہ تقلید اسے کہتے ہیں۔ اور اس کے باطل ہونے پر دلیل قائم ہے۔

(الأحكام فى أصول الأحكام ج۶ص۲۶۹)

حافظ ابن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے کہا:

" وقدانفصل بعض الأمة عن ذلك بأن المراد بالتقليد أخذ قول الغير بغير حجة، ومن قامت عليه حجة بثبوت النبوة حتى حصل له القطع بها، فمهما سمعه من النبى ﷺ كان مقطوعاً عنده بصدقه فإذا اعتقده لم يكن مقلداً لأنه لم يأخذ بقول غيره بغير حجة وهذا مستذ السلف قاطبة فى الأخذ بما ثبت عندهم من آيات القرآن و أحاديث النبي ﷺ فيما يتعلق بهذا الباب فآمنو بالمحكم من ذلك و فوضوا أمر المتشابه منه إلى ربهم"

بعض اماموں نے اس سے (اس مسئلے کو) الگ کیا ہے کیونکہ تقلید سے مراد یہ ہے کہ غیر کے قول کو بغیر حجت (ودلیل) کے لیا جائے۔اوراس پر نبوت کے ثبوت کے ساتھ حجت قائم ہو حتی کہ اسے یقین حاصل ہو جائے، پس اس نے نبی ﷺ سے جو سنا وہ اس کے نزدیک یقیناً سچا ہے، پس اگر وہ یہ عقیدہ رکھے تو مقلد نہیں ہے کیونکہ اس نے غیر کے قول کو بغیر دلیل کے تسلیم نہیں کیا اور تمام سلف (صالحین) کا یہی پر اعتماد طریقہ کار ہے کہ اس باب میں، قرآن وحدیث میں سے جو معلوم ہے اسے لیا جائے۔پس وہ محکمات پر ایمان لائے اور متشابہات کا معاملہ اپنے رب کے سپرد کیا (کہ وہی بہتر جانتا ہے)(فتح الباری ج ۱۳ص ۳۵۱ تحت ح ۷۲۷۲)

حافظ ابن القیم لکھتے ہیں کہ:

" والتقليد ليس بعلم باتفاق أهل العلم " اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ تقلید علم نہیں ہے۔

(اعلام الموقعین ج ۲ص ۱۸۸)

خلاصہ: حنفیوں ودیوبندیوں وبریلویوں وشافعیوں ومالکیوں وحنبلیوں وظاہریوں وشارحینِ حدیث کی ان تعریفات سے معلوم ہوا کہ:

تقلید کا مطلب یہ ہے کہ بغیر حجت وبغیر دلیل والی بات کو (بغیر سوچے سمجھے، اندھا دھند) تسلیم کرنا۔

ایک چالاکی:

جدید دور میں دیوبندی و بریلوی حضرات یہ چالاکی کرتے ہیں کہ تقلید کا معنی ہی بدل دیتے ہیں تاکہ عوام الناس کو تقلید کا اصل مفہوم معلوم نہ ہو جائے۔چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱: محمد اسماعیل سنبھلی نے کہا: ''کسی شخص کا کسی ذی علم بزرگ اور مقتدائے دین کے قول وفعل کو محض حسنِ ظن اور اعتماد کی بنا پر شریعت کا حکم سمجھ کر اس پر عمل کرنا اور عمل کرنے کے لئے اس مجتہد پر اعتماد کی بنیاد پر دلیل کا انتظار نہ کرنا اور دلیل معلوم ہونے تک عمل کو ملتوی نہ کرنا اصلاح میں تقلید کہلاتا ہے''

(تقلید ائمہ اور مقام ابوحنیفہ ص ۲۴، ۲۵)

۲: محمد زکریا کاندھلوی تبلیغی دیوبندی نے کہا: '' کیونکہ تقلید کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ فروعی

مسائل فقہیہ میں غیر مجتہد کا مجتہد کے قول کو تسلیم کر لینا اور اس سے دلیل کا مطالبہ نہ کرنا اس اعتماد پر اس مجتہد کے پاس دلیل ہے'' (شریعت وطریقت کا تلازم ص ۶۵)

۳: محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا:

''چنانچہ علامہ ابن ھمام اور علامہ ابن نجیم ''تقلید'' کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

التقلید العمل بقول من لیس قوله إحدی الحجج بلا حجة منها (تیسیر التحریر لأمیر بادشاہ البخاری ج ۴ ص ۲۴۶ مطبوعہ مصر ۱۳۵۱ھ و فتح الغفار شرح المنار لابن نجیم ج ۲ ص ۳۷ مطبوعہ مصر ۱۳۵۵ھ)

تقلید کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا قول مآخذ شریعت میں سے نہیں ہے اس کے قول پر دلیل کا مطالبہ کئے بغیر عمل کر لینا'' (تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۴ طبع ششم رجب ۱۴۱۳ھ)

اس ترجمہ اور حوالے میں دو چالاکیاں کی گئی ہیں۔

اول: بلا حجۃ (بغیر دلیل کے) کا ترجمہ ''دلیل کا مطالبہ کئے بغیر'' کر دیا گیا ہے۔ اصل عبارت میں مطالبے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

دوم: باقی عبارت چھپا لی گئی ہے جس میں یہ صراحت ہے کہ نبی ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع، عامی کا مفتی (عالم) سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔

۴: ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے کہا:

''حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ تقلید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسنِ ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلاوے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا'' (الاقتصاد ص ۵) تقلید کی اس تعریف کے مطابق راوی کی روایت کو قبول کرنا تقلید فی الروایۃ ہے۔''

(تحقیق مسئلہ تقلید ص ۳ و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۹ طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء)

۵: محمد ناظم علی خان قادری بریلوی نے کہا:

''قرآن کی آیات مجمل و مشکل بھی ہیں، اس میں کچھ آیات قضیہ ہیں۔ بعض آیات بعض سے متعارض بھی ہیں۔ صورت تطبیق اور طریقہ اندفاع اسے معلوم نہیں، اسے تردد واشتباہ پیدا ہو رہا ہے تو ایسی صورت میں انسان محض اپنے ذہن وفکر اور عقل خالص ہی سے کام نہ لے، بلکہ کسی متبحر عالم و مجتہد کی اقتداء اور پیروی کرے، اس کی طرف راہ وسبیل تلاش کرے کسی غیر کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ ہے تقلید شخصی جو عہد رسالت اور دورِ صحابہ سے ہے۔'' (تحفظ عقائد اہلِ سنت ص ۷۰۶ مطبوعہ: فرید بک سٹال۔ ۳۸، اردو بازار لاہور)

۶: سعید احمد پالن پوری دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''علماء سے مسائل پوچھنا، پھر اس کی پیروی کرنا ہی تقلید ہے''
(تسہیل: ادلۂ کاملہ ص ۸۲ مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی: ۱)

تقلید کی اس من گھڑت اور بے حوالہ تعریف سے معلوم ہوا کہ دیوبندی و بریلوی عوام جب اپنے عالم (مولوی صاحب) سے مسئلہ پوچھ کر اس پر عمل کرتے ہیں تو وہ اس عالم کے مقلد بن جاتے ہیں۔ سعید احمد صاحب سے مسئلہ پوچھنے والے حنفی نہیں رہتے بلکہ سعید احمدی (یعنی سعید احمدی (یعنی سعید احمد صاحب کے مقلدین) بن جاتے ہیں؟!

یہ سب تعریفات خانہ ساز ہیں جن کا ثبوت علماء متقدمین سے نہیں ملتا۔ ان تعریفات کو تحریفات کہنا صحیح ہے۔

تقلید کا صرف یہی مفہوم ہے کہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی غیر کی بے دلیل بات کو، جو ادلۂ اربعہ میں سے نہیں ہے، حجت مان لینا، اس تعریف پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

تنبیہ: لغت میں تقلید کے دیگر معنی بھی ہیں، بعض علماء نے ان لغوی معنوں کو بعض اوقات استعمال کیا ہے مثلاً

(۱) ابوجعفر الطحاوی، حدیث ماننے کو تقلید کہتے ہیں، مثلاً وہ فرماتے ہیں:

" فذهب قوم إلى هذا الحديث فقلدوه " پس ایک قوم اس (مرفوع) حدیث کی طرف گئی ہے، پس انہوں نے اس (حدیث) کی تقلید کی ہے. (شرح معانی الآثار ۴/۳ کتاب البیوع باب بیع الشعیر بالحنطۃ متفاضلاً)

گزشتہ صفحات پر حنفیوں و مالکیوں و شافعیوں و حنبلیوں کی کتابوں سے مفصل نقل کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ کی بات (یعنی حدیث) ماننا تقلید نہیں ہے۔ لہذا امام طحاوی کا حدیث پر تقلید کا لفظ استعمال کرنا غلط ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ وہ حدیثیں مانتے تھے تو کیا اب یہ کہنا صحیح ہوگا کہ امام ابوحنیفہ مجتہد نہیں بلکہ مقلد تھے؟ جب وہ حدیثیں مان کر مقلد نہیں بنتے تو دوسرا آدمی حدیث مان کر کس طرح مقلد ہو سکتا ہے؟

(۲) امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" ولا يقلد أحد دون رسول الله ﷺ " اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کی تقلید نہیں کرنی چاہئے۔
(مختصر المزنی، باب القضاء بحوالہ الرد علی من أخلد إلی الأرض للسیوطی ص ۱۳۸)

یہاں پر تقلید کا لفظ بطورِ مجاز استعمال کیا گیا ہے۔ امام شافعی کے قول کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی شخص کی بات بلا دلیل قبول نہیں کرنا چاہئے۔

تقلید کے مفہوم کا خلاصہ:

جیسا کہ سابقہ صفحات میں عرض کر دیا گیا ہے کہ غیر نبی کی بے دلیل بات کو آنکھ بند کر کے، بے سوچے سمجھے ماننے کو تقلید کہتے ہیں۔

قسط دوم:

تقلید کی دو قسمیں مشہور ہیں:

۱: تقلید غیر شخصی (تقلید مطلق)

اس میں تقلید کرنے والا (مقلد) بغیر کسی تعین و تخصیص کے غیر نبی کی بے دلیل بات کو آنکھیں بند کرنے ، بے سوچ سمجھے مانتا ہے۔

تنبیہ: جاہل کا عالم سے مسئلہ پوچھنا بالکل حق اور صحیح ہے، یہ تقلید نہیں کہلاتا جیسا کہ گزشتہ صفحات پر باحوالہ گزر چکا ہے۔ بعض لوگ غلطی اور غلط فہمی کی وجہ سے اسے تقلید کہتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ایک جاہل جب قاری چن محمد دیوبندی صاحب یا اظہر محمود اظہری بریلوی صاحب سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرتا ہے تو کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ یہ شخص قاری چن محمد کا مقلد (چن محمدی) یا اظہر محمود صاحب کا مقلد (اظہر محمودی) ہے۔

۲: تقلید شخصی:

اس میں تقلید کرنے والا (مقلد) تعین و تخصیص کے ساتھ، نبی ﷺ کے علاوہ، کسی ایک شخص کی ہر بات (قول و فعل) کو آنکھیں بند کر کے، بے سوچے سمجھے، اندھا دھند مانتا ہے۔

تقلید شخصی کی دو قسمیں ہیں:

اول: ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی زندہ یا مردہ خاص شخص کی تقلید شخصی کرنا۔

دوم: ائمہ اربعہ (ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد) میں سے صرف ایک امام کی تقلید شخصی، یعنی بے سوچے سمجھے، اندھا دھند، آنکھیں بند کر کے ہر بات (قول و فعل) کی تقلید کرنا۔

اس دوسری قسم کی آگے دو قسمیں ہیں:

(ا) یہ دعوی کرنا کہ ہم قرآن و حدیث و اجماع و اجتہاد مانتے ہیں، مسائل منصوصہ میں تقلید نہیں کرتے ہم صرف مسائل اجتہادیہ میں امام ابو حنیفہ اور حنفی مفتی بہا مسائل کی تقلید کرتے ہیں۔ اگر قرآن و حدیث کے خلاف امام کی بات ہو تو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔۔ الخ

یہ دعوی جدید دیوبندی و بریلوی مناظرین مثلاً یونس نعمانی وغیرہ کا ہے۔

(۲) تمام مسائل میں امام ابوحنیفہ اور حنفی مفتی بھا مسائل کی تقلید کرنا، چاہئے یہ مسائل قرآن وحدیث کے خلاف اور غیر ثابت بھی ہوں۔ مفتی بہ قول کے مقابلے میں کتاب وسنت واجماع کو رد کر دینا۔

یہی وہ تقلید ہے جو موجودہ دیوبندی و بریلوی عوام وعلماء کی اکثریت کر رہی ہے جیسا کہ آگے باحوالہ آرہا ہے۔

تقلید بلا دلیل کی تمام قسمیں غلط و باطل ہیں لیکن تقلید کی یہ قسم انتہائی خطرناک اور گمراہی ہے۔ یہی وہ قسم ہے جس کی اہلِ حدیث وسلفی علماء وعوام سختی سے مخالفت کرتے ہیں۔

ہمارے استاد حافظ عبدالمنان نورپوری، اس تقلید کی تشریح درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

''تقلید یعنی کتاب وسنت کے منافی کسی قول وفعل کو قبول کرنا یا اس پر عمل پیرا ہونا''

(احکام ومسائل ص ۵۸۱)

اُصولِ فقہ کے ماہر حافظ ثناء اللہ الزھدی صاحب لکھتے ہیں:

'' الالتزام بفقه معين من الفقها ء والجمود عليه بكل شدة وعصبية ، والاحتيال بتصحيح أخطاء ه إن أمكن وإلا فالإصر ار عليها ، مع التكلف بتضعيف ما صح من حيث الأدلة من رأى غيره من الفقهاء ''

یعنی فقہاء میں سے ایک متعین (خاص) فقیہ کی فقہ کا، ہر شدت وتعصب پر جمود کے ساتھ التزام کرنا، اور جتنا ممکن ہو، اس کی غلطیوں کی تصحیح کے لئے حیلے (اور چالیں) کرنا، اور اگر ممکن نہ ہو تو اسی پر اصرار کرنا، دوسرے فقہاء کی جو دلیلیں صحیح ثابت ہیں ان کی تضعیف کے لئے پورے تکلف کے ساتھ کوشاں رہنا۔

(تیسر الأصول ص ۳۲۸، عربی عبارت کا مفہوم راقم الحروف کا ہے)

عین ممکن ہے کہ بعض دیوبندی و بریلوی حضرات اس ''تقلید شخصی'' کا انکار کر دیں لہذا آپ کی خدمت میں چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

۱: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

'' إن المتبايعين بالخيار فى بيعهما مالم يتفرقا أو يكون البيع خياراً''

دکاندار اور گاہک کو اپنے سودے میں (واپسی کا) اختیار ہوتا ہے جب تک دونوں (بلحاظِ جسم) جدا نہ ہو جائیں یا (ایک دوسرے کو) اختیار (دینے) والا سودا ہو۔ (نافع کہتے ہیں کہ): ابن عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی پسندیدہ چیز خریدنا چاہتے تو اپنے (بیچنے والے) ساتھی سے (بلحاظِ جسم) جدا ہو جاتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کم یجوز الخیار ح ۲۱۰۷ وصحیح مسلم: ۱۵۳۱)

حنفی حضرات یہ مسئلہ نہیں مانتے جبکہ امام شافعی ومحدثین کرام ان صحیح احادیث کی وجہ سے اسی مسئلے کے قائل وفاعل ہیں۔

محمود الحسن دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

"یترجح مذهبه وقال: الحق والإنصاف ان الترجيح للشافعي في هذه المسئلة ونحن مقلدون يجب علينا تقليد إمامنا أبي حنيفة والله أعلم"

یعنی: اس (امام شافعی) کا مذہب راجح ہے۔ اور (محمود الحسن نے) کہا: حق وانصاف یہ ہے کہ اس مسئلے میں (امام) شافعی کو ترجیح حاصل ہے اور ہم مقلد ہیں ہم پر ہمارے امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے، واللہ اعلم (التقریر للترمذی ص ۳۶)

غور کریں کس طرح حق وانصاف کر چھوڑ کر اپنے مزعوم امام کی تقلید کو سینے سے لگا لیا گیا ہے۔ یہی محمود الحسن صاحب صاف صاف اعلان کرتے ہیں کہ:

"لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے"

(ایضاح الادلہ ص ۲۷۶ سطر: ۱۹ مطبوعہ: مطبع قاسمی مدرسہ اسلامیہ دیوبند ۱۳۳۰ھ)

محمود الحسن دیوبندی صاحب مزید فرماتے ہیں:

"کیونکہ قولِ مجتہد بھی قول رسول اللہ ﷺ ہی شمار ہوتا ہے"

(تقاریر حضرت شیخ الھند ص ۲۴، الورد الشذی ص ۲)

جناب محمد حسین بٹالوی صاحب نے دیوبندیوں و بریلویوں سے تقلید شخصی کے وجوب کی دلیل مانگی تھی، اس کا جواب دیتے ہوئے محمود الحسن صاحب مطالبہ کرتے ہیں کہ:

"آپ ہم سے وجوبِ تقلید کی دلیل کے طالب ہیں۔ ہم آپ سے وجوبِ اتباع محمدی ﷺ و وجوبِ اتباع قرآنی کی سند کے طالب ہیں۔۔" (ادلہ کاملہ ص ۷۸)

۲: نبی ﷺ کے دور میں ایک عورت آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی تو اس کے خاوند نے اس عورت کو قتل کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ألا اشهدوا أن دمها هدر" سن لو، گواہ رہو کہ اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب رسول اللہ ﷺ ح ۴۳۶۱)

اس حدیث اور دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے۔ یہی مسلک امام شافعی اور محدثین کرام کا ہے، جبکہ حنفیوں کے نزدیک شاتم الرسول کا ذمہ باقی رہتا ہے، دیکھئے الھدایہ (ج ۱ ص ۵۹۸)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"وأما أبو حنيفة وأصحابه فقالوا: لا ينقض العهد بالسب ولا يقتل الذمي بذلك لكن يعزر على اظهار ذلك ۔۔ الخ"

ابوحنیفہ اوراس کے اصحاب (شاگردوں و متبعین) نے کہا: (آپ ﷺ کو) گالی دینے سے معاہدہ (ذمہ) نہیں ٹوٹتا اور ذمی کو اس وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ یہ حرکت اعلانیہ کرے تو اسے تعزیر لگے گی۔۔ الخ

(الصارم المسلول بحوالہ ردالمحتار علی الدر المختار ج ۳ ص ۳۰۵)

اس نازک مسئلے پر ابن نجیم حنفی نے لکھا ہے کہ:

" نعم نفس المؤمن تميل إلى قول المخالف فى مسئلة السب لكن اتباعنا للمذهب واجب "

جی ہاں، گالی کے مسئلہ میں مؤمن کا دل (ہمارے) مخالف کے قول کی طرف مائل ہے لیکن ہمارے لئے ہمارے مذہب کی اتباع (تقلید) واجب ہے۔ (البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج ۵ ص ۱۱۵)

۳: حسین احمد مدنی ٹانڈوی لکھتے ہیں کہ:

"ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک مرتبہ تین عالم (حنفی، شافعی اور حنبلی) مل کر ایک مالکی کے پاس گئے اور پوچھا کہ: تم ارسال کیوں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ: میں امام مالک کا مقلد ہوں دلیل ان سے جا کر پوچھو اگر مجھے دلائل معلوم ہوتے تو تقلید کیوں کرتا؟ تو وہ لوگ ساکت ہو گئے؟"

(تقریر ترمذی اردو ص ۳۹۹ مطبوعہ: کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

ارسال: ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا　　　ساکت: خاموش

۴: ایک روایت میں آیا ہے کہ:

نبی ﷺ ایک وتر پڑھتے تھے اور آپ (وتر کی) دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان باتیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۱ ح ۶۸۰۳)

ایسی ایک روایت المستدرک للحاکم سے نقل کر کے انور شاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

" ولقد تفكرت فيه قريباً من أربعة عشر سنة ثم استخرجت جوابه شافياً و ذلك الحديث قوى السند ۔۔"

اور میں نے اس حدیث (کے جواب) کے بارے میں تقریباً چودہ سال تفکر کیا ہے۔ پھر میں نے اس کا شافی (شفا دینے والا اور کافی) جواب نکال لیا۔ اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے الخ (العرف الشذی ج ۱ ص ۱۰۷ واللفظ لہ، فیض الباری ج ۲ ص ۳۷۵ و معارف السنن للبنوری ج ۴ ص ۲۶۴ و درس ترمذی ج ۲ ص ۲۲۴)

تفکر: سوچ بچار

۵: احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں کہ:

"اب ایک فیصلہ کن جواب عرض کرتے ہیں وہ یہ کہ ہمارے دلائل یہ روایات نہیں۔ ہماری اصل دلیل تو امام اعظم ابوحنیفہ

رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ ہم یہ آیت واحادیث مسائل کی تائید کے لئے پیش کرتے ہیں، احادیث یا آیات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیلیں ہیں۔" (جاء الحق ج ۲ ص ۹۱ طبع قدیم)

نعیمی مذکور صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

"کیونکہ حنفیوں کے دلائل یہ روایتیں نہیں ان کی دلیل صرف قولِ امام ہے، الخ (جاء الحق ج ۲ ص ۹)

۶: ایک آدمی نے مفتی محمد (دیوبندی) صاحبِ دارالافتاء والارشاد، ناظم آباد کراچی ر کو خط لکھا کہ:

"ایک شخص تیسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا، امام اگر سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرے تو تیسری رکعت میں شریک ہونے والا مسبوق بھی سلام پھیرے یا نہیں؟ یہاں ایک صاحب بحث کر رہے ہیں کہ اگر سلام نہیں پھیرے گا تو امام کی اقتداء نہیں رہے گی۔ آپ دلیل سے مطمئن کریں (مجاھد علی خان۔ کراچی)

دیوبندی صاحب نے اس سوال کا درج ذیل جواب دیا:

"جواب: مسبوق یعنی جو پہلی رکعت کے بعد امام کے ساتھ شریک ہوا وہ سجدہ سہو میں امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے، اگر عمداً سلام پھیر دیا تو نماز جاتی رہی، سہواً پھیرا تو سجدہ سہو لازم ہے، مسئلہ سے جہالت کی بناء پر پھیرا تو بھی نماز فاسد ہوگئی، عوام کے لئے دلائل طلب کرنا جائز نہیں، نہ آپس میں مسائل شرعیہ پر بحث کرنا جائز ہے، بلکہ کسی مستند مفتی سے مسئلہ معلوم کر کے اس پر عمل کرنا ضروری ہے"

(ھفت روزہ ضربِ مؤمن کراچی، جلد: ۳ شمارہ: ۱۵، ۲۱ تا ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ ۹ تا ۱۵، اپریل ۱۹۹۹ء ص ۶ کالم: آپ کے مسائل کا حل)

۷: صحیح حدیث میں آیا ہے کہ:

"من أدرك من الصبح ركعة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح"

جس نے صبح کی ایک رکعت، سورج کے طلوع ہونے سے پہلے، پالی تو اس نے یقیناً صبح (کی نماز) پالی۔

(البخاری: ۵۷۹ و مسلم: ۶۰۸)

فقہ حنفی اس صحیح حدیث کا مخالف ہے۔ مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی اس مسئلے پر کچھ بحث کر کے لکھتے ہیں:

"غرضیکہ یہ مسئلہ اب تک تشنۂ تحقیق ہے۔ معہذا ہمارا فتوی اور عمل قولِ امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہی رہے گا اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قولِ امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلۂ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفۂ مجتہد ہے۔" (ارشاد القاری الی صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۱۲)

لدھیانوی صاحب ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

"توسیع مجال کی خاطر اہلِ بدعت فقہ حنفی کو چھوڑ کر قرآن وحدیث سے استدلال کرتے ہیں اور ارخاء عنان کے لئے ہم

بھی یہ طرزِ قبول کر لیتے ہیں ورنہ مقلد کے لئے صرف قولِ امام ہی حجت ہوتا ہے۔“ (ارشاد القاری ص ۲۸۸)

مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”یہ بحث تبرعاً لکھ دی ہے ورنہ رجوع الی الحدیث وظیفۂ مقلد نہیں“ (احسن الفتاوی ج ۳ص ۵۰)

۸: قاضی زاھد الحسینی دیوبندی لکھتے ہیں: ”حالاں کہ ہر مقلد کے لئے آخری دلیل مجتہد کا قول ہے۔جیسا کہ مسلم الثبوت میں ہے: **اما المقلد فمستنده قول المجتهد** ،

اب اگر ایک شخص امام ابوحنیفہ کا مقلد ہونے کا مدعی ہو اور ساتھ ہی وہ امام ابوحنیفہ کے قول کے ساتھ یا علیحدہ قرآن وسنت کا بطورِ دلیل مطالبہ کرتا ہے تو وہ بالفاظِ دیگر اپنے امام اور راہ نما کے استدلال پر یقین نہیں رکھتا“

(مقدمہ کتاب: دفاع امام ابوحنیفہ از عبدالقیوم حقانی ص ۲۶)

۹: عامر عثمانی کو کسی نے خط لکھا کہ: ”حدیث رسولؐ سے جواب دیں“

عامر عثمانی صاحب نے اس کا جواب دیا کہ:

”اب چند الفاظ اس فقرے کے بارے میں بھی کہدیں جو آپ نے سوال کے اختتام پر سپردِ قلم کیا ہے یعنی:

”حدیث رسولؐ سے جواب دیں“

اس نوع کا مطالبہ اکثر سائلین کرتے رہتے ہیں۔ یہ دراصل اس قاعدے سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے کہ مقلدین کے لئے حدیث وقرآن کے حوالوں کی ضرورت نہیں بلکہ ائمہ وفقہاء کے فیصلوں اور فتووں کی ضرورت ہے۔“

(ماہنامہ تجلی دیوبند ج ۱۹ شمارہ: ۱۱، ۱۲ جنوری فروری ۱۹۶۸ء ص ۴۷، اصلی اہلسنت رعبدالغفور اثری ص ۱۱۶)

۱۰: شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں کہ:

”مقلد کو لائق نہیں کہ مجتہد کی رائے کے برخلاف کتاب وسنت سے احکام اخذ کرے اور ان پر عمل کرے“

(مکتوبات امام ربانی، مستند اردو ترجمہ ج اص ۶۰۱ مکتوب: ۲۸۶)

سرہندی صاحب نے تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کے بارے میں کہا:

”جب روایات معتبرہ میں اشارہ کرنے کی حرمت واقع ہوئی ہو اور اس کی کراہت پر فتوی دیا ہو اور اشارہ وعقد سے منع کرتے ہوں اور اس کو اصحاب کا ظاہر اصول کہتے ہوں تو پھر ہم مقلدوں کو مناسب نہیں کہ احادیث کے موافق عمل کر کے اشارہ کرنے میں جرأت کریں اور اس قدر علمائے مجتہدین کے فتوی کے ہوتے امر محرم اور مکروہ اور منہی کے مرتکب ہوں“ (مکتوبات ج اص ۷۱۸ مکتوب: ۳۱۲)

سرہندی مذکور نے خواجہ محمد پارسا کی فصول ستہ سے نقل کیا ہے کہ:

”حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نزول کے بعد امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے موافق عمل

کریں گے" (مکتوبات اردو، ج ا ص ۵۸۵ مکتوبات: ۲۸۲)

۱۱: ابوالحسن الکرخی الحنفی نے کہا:

"الاصل ان کل آیة تخالف قول أصحابنا فإنها تحمل علی لنسخ أو علی الترجیح و الأولیٰ أن تحمل علی التاویل من جهة التوفیق"

اصل یہ ہے کہ ہر آیت جو ہمارے ساتھیوں (فقہاء) کے خلاف ہے اسے منسوخیت پر محمول یا مرجوح سمجھا جائے گا، بہتر یہ ہے کہ تطبیق کرتے ہوئے اس کی تاویل کر لی جائے۔ (اصول الکرخی: ۲۹ و مجموعہ قواعد الفقہ ص ۱۸)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"(تنبیہ) دودھ چھڑانے کی مدت جو یہاں دو سال بیان ہوئی باعتبار غالب اور اکثری عادت کے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ جو اکثر مدت ڈھائی سال بتاتے ہیں ان کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی۔ جمہور کے نزدیک دو ہی سال ہیں واللہ اعلم"

(تفسیر عثمانی ص ۵۴۸ سورہ لقمان، آیت ۱۴ حاشیہ: ۱۰)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ تقلید کرنے والے حضرات نہ قرآن مانتے ہیں اور نہ حدیث اور نہ اجماع کو اپنے لئے حجت سمجھتے ہیں، ان کی دلیل صرف قولِ امام ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ الدھلوی الحنفی (!) نے لکھا ہے کہ:

"فإن شئت أن تری أنمو ذ ج الیهود فانظر إلی علماء السوء من الذین یطلبون الدنیا وقد اعتادوا تقلید السلف وأعرضوا عن نصوص الکتاب والسنة و تمسکوا بتعمق عالم و تشدده واستحسانه فاعرضوا کلام الشارع المعصوم و تمسکو ا بأحادیث موضوعة وتاویلات فاسدة، کانت سبب هلاکهم"

اگر تم یہودیوں کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو (ہمارے زمانے کے) علماء سوء کو دیکھو، جو دنیا کی طلب اور (اپنے) سلف کی تقلید پر جمے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ کتاب وسنت کی نصوص (دلائل) سے منہ پھیرتے اور کسی (اپنے پسندیدہ) عالم کے تعمق، تشدد اور استحسان کو مضبوطی سے پکڑے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ، جو معصوم ہیں، کے کلام کو چھوڑ کر موضوع روایات اور فاسد تاویلوں کو گلے سے لگا لیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ (الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ص ۱۰، ۱۱)

فخر الدین الرازی لکھتے ہیں کہ:

"ہمارے استاد جو خاتم المحققین والمجتہدین ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے فقہاء مقلدین کے ایک گروہ کا مشاہدہ کیا ہے کہ میں نے انہیں کتاب اللہ کی بہت سی ایسی آیتیں سنائیں جو ان کے تقلیدی مذہب کے خلاف تھیں تو انہوں نے (نہ صرف ان کے قبول کرنے سے اعراض کیا بلکہ ان کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی" (تفسیر کبیر، سورۃ التوبہ آیت ۳۱ ج ۱۶

ص ۳۷ و اصلی اہلسنت ص ۱۳۵، ۱۳۶)

تقلید اور مقلدین کا اصلی چہرہ آپ کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔اب اس تقلید کا رد پیشِ خدمت ہے۔

((تقلید کا رد قرآن مجید سے))

۱: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَلَا تَقْفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ﴾ اور جس کا تجھے علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کر (سورہ بنی اسرائیل: ۳۶)

اس آیتِ کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے ابطال (باطل ہونے) پر استدلال کیا ہے۔

(۱) ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (المستصفی من علم الأصول ۲/۳۸۹) (۲) السیوطی (الرد علی من أخلد إلى الأرض ص ۱۲۵ و ۱۳۰) (۳) ابن القیم (اعلام الموقعین ۲/۱۸۸)

۲: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾

انہوں نے اپنے احبار (مولویوں) اور رھبان (پیروں) کو، اللہ کے سوا رب بنا لیا (سورۃ التوبہ: ۳۱)

اس آیتِ کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے رد پر استدلال کیا ہے۔

(۱) ابن عبدالبر (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۱۰۹) (۲) ابن حزم (الاحکام فی اصول الاحکام ج ۶ ص ۲۸۳)

(۳) ابن القیم (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۹۰) (۴) السیوطی (باقرارہ، الرد علی من أخلد إلى الأرض ص ۱۲۰)

(۵) الخطیب البغدادی (الفقیہ والمتفقہ ج ۲ ص ۶۶)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وقد احتج العلماء بهذه الآيات فى ابطال التقليد ولم يمنعهم كفرا ولئك من الاحتجاج بها، لأن التشبيه لم يقع من جهة كفر أحدهما و إيمان الآخر ، وإنما و قع التشبيه بين المقلدين بغير حجة للمقلد ــ"

علماء نے ان آیات کے ساتھ، ابطالِ تقلید پر استدلال کیا ہے۔انہیں (ان آیات میں مذکورین کے) کفر نے استدلال کرنے سے نہیں روکا، کیونکہ تشبیہ کسی کے کفر یا ایمان کی وجہ سے نہیں ہے، تشبیہ تو مقلدین میں بغیر دلیل کے (اپنے) مقلد (امام، رہنما) کی بات ماننے میں ہے۔" (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۹۱)

۳: رب العالمین فرماتا ہے:

﴿ قُلْ هَاتُوْ بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ﴾ کہہ دو کہ، اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو (البقرۃ: ۱۱۱، النحل: ۶۴)

اس آیتِ کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے باطل ہونے پر استدلال کیا ہے (۱) ابن حزم (الاحکام ۶/۲۷۵)

(۲) الغزالی (المستصفی ۲/۳۸۹) (۳) السیوطی (الرد علی من أخلد إلی الأرض ص ۱۳۰)
دیگر دلائل کے لئے محولہ کتابوں کا مطالعہ کریں۔

((تقلید کا رد احادیث سے))

۱: اس میں کوئی شک نہیں کہ تقلیدِ مذاہبِ اربعہ: بدعت ہے۔ حافظ ابن القیم نے فرمایا:

" وإنما حدثت هذه البدعة فی القرن الرابع المذموم علی لسان رسول الله ﷺ "

اور (تقلید کی) یہ بدعت چوتھی صدی میں پیدا ہوئی ہے جس (صدی) کی مذمت رسول اللہ ﷺ نے اپنی (مقدس) زبان سے بیان فرمائی ہے۔ (اعلام الموقعین ۲/۲۰۸)

حافظ ابن حزم نے کہا:

" إنما حدث التقلید فی القرن الرابع" تقلید (مذاہب اربعہ کی تقلید) چوتھی صدی میں پیدا ہوئی ہے۔

(کتاب: ابطال التقلید، بحوالہ الرد علی من أخلد إلی الأرض ص ۱۳۳)

بدعت کے بارے میں ارشاد نبوی (ﷺ) ہے کہ:

" و کل بدعة ضلالة " اور ہر بدعت گمراہی ہے

(صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوۃ والخطبۃ ح ۸۶۸ وترقیم دارالسلام: ۲۰۰۵)

۲: گزشتہ صفحات پر باحوالہ عرض کر دیا گیا ہے کہ تقلیدِ مروج میں کتاب وسنت کے بجائے بلکہ کتاب وسنت کے مقابلے میں اپنے مزعوم امام یا فقہ کی آراء واجتہادات کی پیروی کی جاتی ہے، نبی کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ:

" فیبقی ناس جهال یستفتون فیفتون برأیهم فیضلون ویضلون" پس جاہل لوگ رہ جائیں گے، ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے تو وہ اپنی رائے سے فتوی دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب مایذکر من ذم الرأی ح ۷۳۰۷)

تنبیہ: امام طبرانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

"حدثنا مطلب قال: حدثنا عبد الله قال۔۔ وبه حدثنی اللیث قال قال یحیی بن سعید: حدثنی أبو حازم عن عمرو بن مرة عن معاذ بن جبل عن رسول الله ﷺ قال: إیاکم و ثلاثة: زلة عالم وجدال منافق و دینا تقطع أعناقکم ، فأما زلة عالم فإن اهتدی فلا تقلدوه دینکم وإن زل فلا تقطعوا عنه آمالکم ۔۔ "

رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: تین چیزوں سے بچو، عالم کی غلطی، منافق کا (قرآن لے کر)

مجادلہ (جھگڑا) کرنا اور دنیا جو تمہاری گردنوں کو کاٹے گی۔ رہی عالم کی غلطی تو اگر وہ ہدایت پر بھی ہو تو دین میں اس کی تقلید نہ کرو، اور اگر وہ پھسل جائے تو اس سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ الخ (المعجم الاوسط ج ۹ ص ۳۲۶، ۳۲۷ ح ۸۷۰۹، ۸۷۱۰)

روایت کی تحقیق: مطلب بن شعیب کی توثیق جمہور نے کی ہے. دیکھئے لسان المیزان (ج ۶ ص ۵۰) ابو صالح عبداللہ بن صالح کاتب اللیث: " صدوق كثير الغلط ، ثبت في كتابه وكانت فيه غفلة " ہے (تقریب: ۳۳۸۸) اس کی روایات صحیح بخاری (ح ۴، ۷۸۹۔۔) وغیرہ میں ہیں۔ لیث بن سعد: " ثقة ثبت فقيه إمام مشهور " ہیں۔ (تقریب: ۵۶۸۴)

یحیی بن سعید (الانصاری): ثقہ ثبت ہیں (تقریب: ۷۵۵۹) ابو حازم کا تعین نہیں ہو سکا، ممکن ہے اس سے مراد سلمہ بن دینار الاعرج: ثقہ عابد (تقریب: ۲۴۸۹) ہو، واللہ اعلم عمرو بن مرہ: ثقہ عابد، کان لا یدلس ورمي بالارجاء ہیں (تقریب: ۵۱۱۲) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں لیکن عمرو بن مرہ کی ان سے ملاقات نہیں ہے لہذا یہ سند منقطع ہے (اور اصطلاح فقہاء میں: مرسل) ہے۔ اسے امام لالکائی نے " عبدالله بن وهب : حدثني الليث (بن سعد) عن يحيى بن سعيد عن خالد بن أبي عمران عن أبي حازم عن عمرو بن مرة عن معاذ بن جبل (رضى الله عنه) أن رسول الله ﷺ قال۔۔" الخ کی سند سے روایت کیا ہے۔

(شرح اعتقاد اصول أهل السنة ج ۱ ص ۱۱۶، ۱۱۷ ح ۱۸۳)

خالد بن ابی عمران: " فقيه صدوق " ہے (تقریب: ۱۶۶۲)

معلوم ہوتا ہے کہ الأوسط کی سند سے خالد بن ابی عمران کا واسطہ گر گیا ہے۔ یہاں یہ بھی قرینہ ہے کہ اس سے پہلے روایات میں خالد مذکور کا واسطہ موجود ہے (الأوسط: ۸۷۰۹، ۸۷۰۸)

نتیجہ: یہ سند ضعیف ہے۔

۳: چونکہ تقلید کرنے والا کتاب وسنت کو رد کر دیتا ہے لہذا اتباع کتاب وسنت کی دلالت کرنے والی تمام آیات واحادیث کو تقلید کے ابطال پر پیش کرنا جائز ہے۔

((تقلید کا رد اجماع سے))

صحابہ کرام اور سلف صالحین نے تقلید سے منع کیا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے، ان کا کوئی مخالف نہیں جو تقلید کو جائز کہتا ہو، لہذا خیر القرون میں اس پر اجماع ہے کہ تقلید نا جائز ہے۔

حافظ ابن حزم فرماتے ہیں کہ:

" وقد صح إجماع جميع الصحابة رضى الله عنهم ، أولهم عن آخرهم، وإجماع جميع التابعين ، أولهم عن آخرهم على الامتناع والمنع من أن يقصد منهم أحد إلى قول إنسان منهم أو ممن

قبلهم فيأ خذه كله فليعلم من أخذ بجميع قول أبى حنيفة أو جميع قول مالك أو جميع قول الشافعي أو جميع قول أحمد بن حنبل رضى الله عنهم ممن يتمكن من النظر ، ولم يترك من اتبعه منهم إلى غيره قد خالف إجماع الأمة كلهاعن آخرها واتبع غير سبيل المؤمنين، نعوذبالله من هذه المنزلة وأيضاً فإن هؤ لا ء الأفاضل قد منعوا عن تقليد هم و تقليد غيرهم فقد خالفهم من قلد هم "

اول سے آخر تک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور اول سے آخر تک تمام تابعین کا اجماع ثابت ہے کہ ان میں سے یا ان سے پہلے (نبی ﷺ کے علاوہ) کسی انسان کے تمام اقوال قبول کرنا منع اور ناجائز ہے۔ جو لوگ ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے اگر سارے اقوال لے لیتے (یعنی تقلید) کرتے ہیں، باوجود اس کے کہ وہ علم بھی رکھتے ہیں، اور ان میں سے جس کو اختیار کرتے ہیں اس کے کسی قول کو ترک نہیں کرتے، وہ جان لیں کہ وہ پوری امت کے اجماع کے خلاف ہیں۔ انہوں نے مؤمنین کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ ہم اس مقام سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان تمام فضیلت والے علماء نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے پس جو شخص ان کی تقلید کرتا ہے وہ ان کا مخالف ہے۔ (النبذة الكافية فی أحكام أصول الدين ص ۷۱ والرد علی من أخلد إلی الأرض للسیوطی ص ۱۳۱، ۱۳۲)

((تقلید کا رد آثارِ صحابہ سے، رضی اللہ عنہم اجمعین))

۱: امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

" أخبرنا أبو عبد الله الحافظ :ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب :ثنا محمد بن خالد :ثنا أحمد بن خالد الوهبي :ثنا إسرائيل عن أبي حصين عن يحيى بن وثاب عن مسروق عن عبد الله بن يعني ابن مسعود أنه قال: لا تقلدوا دينكم الرجال فإن أبيتم فبا لأ موات لا بالأحياء"

مفہوم: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دین میں لوگوں کی تقلید نہ کرو، پس اگر تم (میری بات کا) انکار کرتے (یعنی منکر) ہو تو مُردوں کی (اقتداء) کر لو، زندوں کی نہ کرو۔ (السنن الکبری ج ۲ ص ۱۰ وسندہ صحیح)

تنبیہ: اس ترجمے میں اقتداء کا لفظ طبرانی کی روایت کے پیشِ نظر لکھا گیا ہے۔ (المعجم الکبیر ج ۹ ص ۱۶۶ ح ۸۷۶۴)

۲: امام وکیع بن الجراح (متوفی ۱۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

" حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن عبد الله بن سلمة عن معاذ قال: كيف أنتم عند ثلاث : دنيا تقطع رقابكم وزلة عالم وجدال منافق بالقرآن ؟فسكتوا، فقال معاذ بن جبل :أما دنيا تقطع رقابكم فمن جعل الله غناه فى قلبه فقد هدى ومن لا فليس بنافعته دنياه وأما زلة عالم ، فإن اهتدى فلا تقلدوه دينكم وإن فتن فلا تقطعو منه آناتكم فإن المؤمن يفتن ثم يفتن ثم يتوب۔۔"الخ

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب تین باتیں (رونما) ہوں گی تو تمہارا کیا حال ہوگا؟ دنیا جب تمہاری گردنیں توڑ رہی ہوگی، اور عالم کی غلطی اور منافق کا قرآن لے کر جھگڑا (اور مناظرہ) کرنا؟ لوگ خاموش رہے تو معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: گردن توڑنے والی دنیا (یعنی کثرت مال و دولت) کے بارے میں سنو، اللہ نے جس کے دل کو بے نیاز کر دیا وہ ہدایت پا گیا اور جو بے نیاز نہ ہوا تو اسے دنیا فائدہ نہیں دے گی، رہا عالم کی غلطی کا مسئلہ تو (سنو) اگر وہ سیدھے راستے پر بھی (جا رہا) ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو اور اگر وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے تو اس سے ناامید نہ ہو جاؤ. کیونکہ مؤمن بار بار فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر (آخر میں) توبہ کر لیتا ہے۔ الخ

(کتاب الزہد ج۱ ص۲۹۹، ۳۰۰ ح۷۱ وسندہ حسن)

شعبہ: ثقہ حافظ متقن ہیں (تقریب: ۲۷۹۰) عمرو بن مرہ کا ذکر گزر چکا ہے (ص 23) عبداللہ بن سلمہ (المرادی): ''صدوق تغیر حفظه'' ہیں (تقریب: ۳۳۶۴) عبداللہ بن سلمہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت عبداللہ بن سلمہ نے تغیر سے پہلے بیان کی ہے دیکھئے مسند الحمیدی بتحقیقی (ق ۱/۴۳، ۴۴ ح ۵۷) عمرو بن مرہ عن عبداللہ بن سلمہ کی سند کو درج ذیل محدثین نے صحیح و حسن قرار دیا ہے:

ابن خزیمہ (۲۰۸) وابن حبان (موارد ۱۹۶، ۷۹۷) والترمذی (۱۴۶) والحاکم (۱۵۲/۱، ۱۰۷/۴) والذہبی والبغوی وابن السکن وعبدالحق الاشبیلی رحمہم اللہ

حافظ ابن حجر اس سند کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ''والحق أنه من قبیل الحسن یصلح للحجة''
اور حق یہ ہے کہ یہ حسن کی قسم میں سے ہے اور حجت (استدلال پکڑنے) کے قابل ہے (فتح الباری ۱/۴۰۸ ح ۳۰۵)
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یہ قول درج ذیل کتابوں میں بھی ہے۔

کتاب الزہد لابی داؤد (ح ۱۹۳ وقال محققہ: إسنادہ حسن، دوسرا نسخہ ص ۱۷۷ وقال محققوہ: إسنادہ حسن) حلیۃ الأولیاء لأبی نعیم (۹۷/۵) جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر (۱۳۶/۲ دوسرا نسخہ ۱۱۱/۲) الأحکام لابن حزم (۲۳۶/۶) اتحاف السادۃ المتقین (۳۷۷/۱، ۳۷۸ بلاسند) کنز العمال (۴۸/۶، ۴۹ ح ۴۳۸۸۱ بلاسند) العلل للدارقطنی (۸۱/۶ س ۹۹۲) اسے دارقطنی اور ابونعیم الأصبہانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ابن القیم نے فرمایا: ''وقد صح عن معاذ'' اور یہ معاذ سے صحیح (ثابت) ہے۔ (اعلام الموقعین ۲۳۹/۲)

تنبیہ بلیغ: صحابہ میں سے کوئی بھی اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کا مخالف نہیں ہے لہذا اس پر صحابہ کا اجماع ہے کہ تقلید نہیں کرنی چاہئے والحمدللہ۔

((تقلید کا رد سلف صالحین سے))

۱: امام (عامر بن شراحیل) الشعبی (تابعی، متوفی ۱۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ: '' ماحدثوك هؤلاء عن

رسول الله ﷺ فخذ به وما قالوه برأيهم فألقه فی الحش“
یہ لوگ، تجھے، رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث بتائیں اسے (مضبوطی سے) پکڑ لو، اور جو (بات) وہ اپنی رائے سے کہیں اسے کوڑے کرکٹ پر پھینک دو (مسند الدارمی ۱/۶۷ ح ۲۰۶ وسندہ صحیح)

۲: امام حکم (بن عتیبہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”لیس أحد من الناس إلا وأنت آخذ من قوله أو تارك إلا النبی ﷺ“ لوگوں میں سے ہر آدمی کی بات آپ لے بھی سکتے ہیں اور رد بھی کر سکتے ہیں سوائے نبی ﷺ کے (آپ کی ہر بات لینا فرض ہے)

(الاحکام لابن حزم ۶/۲۹۳ وسندہ صحیح)

۳: ابراھیم النخعی رحمہ اللہ کے سامنے کسی نے سعید بن جبیر (تابعی رحمہ اللہ) کا قول پیش کیا تو انہوں نے فرمایا:

”ما تصنع بحدیث سعید بن جبیر مع قول رسول الله ﷺ“؟
رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں تم سعید بن جبیر کے قول کا کیا کرو گے؟

(الاحکام لابن حزم ۶/۲۹۳ وسندہ صحیح)

۴: امام المزنی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”اختصرت هذا الكتاب من علم محمد بن إدريس الشافعي رحمه الله و من معنى قوله لأ قربه على من أراده مع اعلاميه: نهيه عن تقليده و تقليد غيره، لينظر فيه لحديثه ويحتاط فيه لنفسه“
میں نے یہ کتاب (امام) محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کے علم سے مختصر کی ہے تاکہ جو شخص اسے سمجھنا چاہے آسانی سے سمجھ لے، اس کے ساتھ میرا یہ اعلان ہے کہ امام شافعی نے اپنے تقلید اور دوسروں کی تقلید (دونوں) سے منع فرمادیا ہے تاکہ (ہر شخص) اپنے دین کو پیشِ نظر رکھے اور اپنی جان کے لئے احتیاط کرے۔ (الأم مختصر المزنی ص ۱)
امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:
”كل ماقلت ـ وكان عن النبي (ﷺ) خلاف قولي مما يصح فحديث النبي (ﷺ) أولى، ولا تقلدوني“
میری ہر بات جو نبی ﷺ کی صحیح حدیث کے خلاف ہو (چھوڑ دو) پس نبی ﷺ کی حدیث سب سے زیادہ بہتر ہے، اور میری تقلید نہ کرو (آداب الشافعی ومناقبہ لابن أبی حاتم ص ۵۱ وسندہ حسن)

۵: امام ابوداؤد السجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے (امام) احمد (بن حنبل) سے پوچھا: کیا (امام) اوزاعی، (امام) مالک سے زیادہ متبع سنت ہیں؟ انہوں نے

فرمایا:" لا تقلد دینك أحداً من هؤ لاء" الخ اپنے دین میں، ان میں سے کسی ایک کی بھی تقلید نہ کر۔الخ

(مسائل أبی داؤد ص ۲۷۷)

۶: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک دن قاضی ابو یوسف کو فرمایا:

" ویحك یا یعقوب ! لا تكتب كل ما تسمع مني فإني قد أرى الرأي الیوم و أ تر كه غداً و أرى الرأى غداً و أتر كه بعد غدٍ"

اے یعقوب (ابو یوسف) تیری خرابی ہو، میری ہر بات نہ لکھا کر، میری آج ایک رائے ہوتی ہے اور کل بدل جاتی ہے۔ کل دوسری رائے ہوتی ہے تو پھر پرسوں وہ بھی بدل جاتی ہے۔

(تاریخ یحیی بن معین ج ۲ ص ۶۰۷ ت ۲۴۶۱ وسندہ صحیح، وتاریخ بغداد ۴۲۴/۱۳)

۷: امام ابومحمد القاسم بن محمد بن القاسم القرطبی البیانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) نے تقلید کے رد پر:

" کتاب الإیضاح فی الرد علی المقلدین " لکھی (سیر أعلام النبلاء ۳۲۹/۱۳ ت ۱۵۰)

۸: امام ابن حزم نے فرمایا:

" والتقلید حرام "اور تقلید حرام ہے (النبذۃ الکافیۃ فی أحکام أصول الدین ص ۷۰)

اورفرمایا:" والعامي والعالم فی ذلك سواء، وعلی كل أحد حظه الذي یقدر علیه من الإجتهاد "

اور عامی و عالم (دونوں) اس (حرمتِ تقلید میں) ایک برابر ہیں، ہر ایک اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق اجتہاد کرے گا (النبذۃ الکافیۃ ص ۷۱)

حافظ ابن حزم الظاہری نے اپنی عقیدے والی کتاب میں لکھا ہے کہ:

" ولا یحل لأحد أن یقلد أحداً ، لاحیاً ولا میتاً "

کسی شخص کے لئے تقلید کرنا حلال نہیں ہے، زندہ ہو یا مردہ (کسی کی بھی تقلید نہیں کرے گا)

(کتاب الدرۃ فیما یجب اعتقادہ ص ۴۲۷)

معلوم ہوا کہ تقلید نہ کرنے کا مسئلہ عقیدے کا مسئلہ ہے والحمد للہ

۹: امام ابوجعفر الطحاوی (حنفی!؟) سے مروی ہے کہ:

" وهل یقلد إلا عصبي أو غبي " تقلید تو صرف وہی کرتا ہے جو متعصب اور بے وقوف ہوتا ہے۔

(لسان المیزان ۲۸۰/۱)

۱۰: عینی حنفی (!) نے کہا:

" فالمقلد ذهل والمقلد جهل وآفة كل شيء من التقلید " پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب

کرتا ہے اور ہر چیز کی مصیبت تقلید کی وجہ سے ہے۔ (البنایۃ شرح الھدایہ ج۱ ص۳۱۷)

۱۱: زیلعی حنفی (!) نے کہا:

" **فالمقلد ذهل والمقلد جهل** " پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے۔

(نصب الرایہ ج۱ ص۲۱۹)

۱۲: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تقلید کے خلاف زبردست بحث کرنے کے بعد فرمایا:

" **وأما أن يقول قائل :إنه يجب على العامة تقليد فلان أو فلان ، فهذا لا يقوله مسلم** "

اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ: عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے، تو یہ قول کسی مسلمان کا نہیں ہے۔

(مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج۲۲ ص۲۴۹)

امام ابن تیمیہ خود بھی تقلید نہیں کرتے تھے، دیکھئے اعلام الموقعین (ج۲/۲۴۱، ۲۴۲)

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ:

" **ولا يجب على أحد من المسلمين تقليد بعينه من العلماء فى كل ما يقول، ولا يجب على أحد من المسلمين التزام مذهب شخص معين غير الرسول ﷺ فى كل ما يوجبه و يخبربه** "

کسی ایک مسلمان پر بھی علماء میں سے کسی ایک متعین عالم کی ہر بات میں، تقلید واجب نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے علاوہ، کسی شخص متعین کے مذھب کا التزام کسی ایک مسلمان پر واجب نہیں ہے کہ ہر چیز میں اسی کی پیروی شروع کر دے۔

(مجموع فتاوی ۲۰/۲۰۹)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ مزید فرماتے ہیں کہ:

" **۔۔ من نصب إماماً فأوجب طاعته مطقاً اعتقاداً أو حالاً فقد ضل فى ذلك كأئمة الضلال الرافضة الإمامية** "

جس شخص نے ایک امام مقرر کر کے مطلقاً اس کی اطاعت واجب قرار دے دی، چاہے عقیدتاً ہو یا عملاً، تو ایسا شخص گمراہ رافضیوں امامیوں کے سرداروں کی طرح گمراہ ہے (مجموع فتاوی ۱۹/۶۹)

۱۳: علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے ایک کتاب لکھی " **كتاب الرد على من أخلد إلى الأرض و جهل أن الإجتهاد فى كل عصر فرض** " مطبوعہ: عباس أحمد الباز، دار الباز مکۃ المکرّمہ، اس کتاب میں انہوں نے "باب فساد التقلید" کا باب باندھا ہے (ص۱۲۰) اور تقلید کا رد کیا ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆

دین میں تقلید کا مسئلہ

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ:

'' والذی یجب أن یقال: کل من انتسب إلی إمام غیر رسول الله ﷺ یوالي علی ذلک ویعادي علیه فهو مبتدع خارج عن السنة والجماعة، سواء کان فی الأصول أو الفروع''

یہ کہنا واجب (فرض) ہے کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے امام سے منسوب ہو جائے، اس انتساب پر وہ دوستی رکھے اور دشمنی رکھے تو یہ شخص بدعتی ہے، اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہے، چاہے (انتساب) اصول میں ہو یا فروع میں (الکنز المدفون والفلک المشحون ص: ۱۴۹)

۱۴: الشیخ العالم الکبیر المحدث محمد فاخر بن محمد یحیی بن محمد امین العباسی السلفی، الہ آبادی (پیدائش ۱۱۲۰ھ وفات ۱۱۶۴ھ) تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ کتاب وسنت کے دلائل پر عمل کرتے اور خود اجتہاد کرتے تھے۔

(دیکھئے نزہۃ الخواطر ج ۶ ص ۳۵۱ ت ۶۳۶)

امام محمد فاخر الہ آبادی فرماتے ہیں کہ:

'' تقلید کا معنی دلیل معلوم کئے بغیر کسی کے قول پر عمل کرنا ہے۔ کسی روایت کو قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کو تقلید نہیں کہتے، اہلِ علم کا اجماع ہے کہ اصولِ دین میں تقلید کرنا ممنوع ہے، جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے۔۔ تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے''

(رسالہ نجاتیہ ص ۴۱، ۴۲)

محدث فاخر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

'' طالبِ نجات کے لئے لازم ہے کہ پہلے کتاب وسنت کے مطابق اپنے عقائد درست کرے اور اس بارہ میں کسی کے قول وفعل کی طرف قطعاً توجہ نہ دے'' (رسالہ نجاتیہ ص ۱۷)

نیز فرماتے ہیں کہ:

''اہلِ سنت کے تمام مذاہب میں حق موجود ہے، اور ہر مذہب کے بانی کو حق سے کچھ نہ کچھ حصہ ملا ہے، مگر اہلِ حدیث کا مذہب دیگر سب مذاہب سے زیادہ حق پر ہے'' (نجاتیہ ص ۴۱)

تنبیہ: علامہ محمد فاخر رحمہ اللہ کی وفات ۱۱۶۴ھ کے بہت بعد میں بانی مدرسہ دیو بند: محمد قاسم نانوتوی صاحب (پیدائش ۱۲۴۸ء) اور بانی مدرسہ بریلی: احمد رضا خان بریلوی صاحب (پیدائش ۱۲۷۲ھ) پیدا ہوئے تھے۔

۱۵: الشیخ الإمام صالح بن محمد العمری الفلانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۱۸ھ) نے تقلید کے رد میں ایک زبردست کتاب لکھی ہے " **ايقاظ هم أولى الأبصار للاقتداء بسيد المهاجرين والأنصار و تحذيرهم عن الابتداع الشائع فى القرى والأمصار، من تقليد المذاهب مع الحمية والعصبية بين فقهاء الأعصار**"

۱۶: شیخ حسین بن محمد بن عبدالوہاب اور شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ نے فرمایا:

" **عقيدة الشيخ محمد رحمه الله -- اتباع ما دل عليه الدليل من كتاب الله و سنة رسول الله ﷺ وعرض أقوال العلماء على ذلك فما وافق كتاب الله وسنة رسوله قبلناه وأفتينا به وما خالف ذلك رددناه على قائله**"

شیخ محمد (بن عبدالوہاب) رحمہ اللہ کا عقیدہ یہ ہے کہ۔ جس پر کتاب وسنت کی دلیل ہو اس کی اتباع کی جائے اور علماء کے اقوال کو (کتاب وسنت) پر پیش کرنا چاہیئے، جو کتاب وسنت کے موافق ہوں انہیں ہم قبول کرتے ہیں اور ان پر فتوی دیتے ہیں اور جو (کتاب وسنت) کے مخالف (اقوال) ہیں ہم انہیں رد کر دیتے ہیں۔

(الدرر السنیہ ۲۱۹/۱، ۲۲۰، دوسرا نسخہ ۱۲/۴۔۱۴ والاقناع بما جاء عن أئمۃ الدعوۃ من الأقوال فی الاتباع ص ۲۷)

۱۷: عبدالعزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ (سعودی عرب کے بادشاہ) سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی مذاہبِ مشہورہ کی تقلید نہیں کرتا، کیا یہ شخص نجات پا جائے گا؟ سلطان عبدالعزیز نے کہا:

'' **من عبد الله وحده لا شريك له، فلم يستغث إلا الله ولم يدع إلا الله وحده ولم يذبح إلا لله وحده ولم ينذر إلا لله وحده ولم يتوكل إلا عليه ويذب عن دين الله وعمل بما عرف من ذلك بقدر استطاعته فهو ناجٍ بلاشك وإن لم يعرف هذه المذاهب المشهورة**"

جو شخص ایک اللہ، لاشریک لہ کی عبادت کرے، استغاثہ صرف اسی سے کرے، دعا صرف ایک اللہ ہی سے مانگے ذبح بھی ایک اللہ ہی کے لئے کرے، نذر بھی صرف اسی کی ہی مانے، صرف اسی پر توکل کرے، اللہ کے دین کا دفاع کرے اور اس میں سے جو معلوم ہو حسب استطاعت اس پر عمل کرے تو یہ شخص بغیر کسی شک کے نجات پانے والا ہے، اگرچہ اسے ان مذاہبِ مشہورہ کا پتہ ہی نہ ہو۔ (الدرر السنیۃ ۱۷۰/۲ - ۱۷۳ طبع جدیدہ، والاقناع ص ۳۹ - ۴۱)

۱۸:سعودی عرب کے مفتی شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

" وأنا الحمد لله - لست بمتعصب ولكنني أحكم الكتاب والسنة وأبني فتاواي على ماقاله الله ورسوله، لاعلى تقليد الحنابلة ولا غيرهم "

میں، بحمد للہ، متعصب نہیں ہوں، لیکن میں کتاب وسنت کے مطابق فیصلے کرتا ہوں ۔ میرے فتووں کی بنیاد قال اللہ اور قال الرسول پر ہے، حنابلہ یا دوسروں کی تقلید پر نہیں ہے ۔ (المجلة رقم: ۸۰۶ تاریخ ۲۵ صفر ۱۴۱۶ھ ص ۲۳ والاقناع ص ۹۲)

۱۹: یمن کے مشہور سلفی عالم شیخ مقبل بن ھادی الوادعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

" التقليد حرام، لا يجوز لمسلم أن يقلد فى دين الله ۔ "تقلید حرام ہے، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کے دین میں (کسی کی) تقلید کرے ۔ (تحفة المجیب علی أسئلة الحاضر والغریب ص ۲۰۵)

شیخ مقبل رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ:

" فالتقليد لا يجوز والذين بيحون تقليد العامي للعالم نقول لهم :أين الدليل ؟ "

پس تقلید جائز نہیں ہے اور جو لوگ عامی (جاہل) کیلئے تقلید جائز قرار دیتے ہیں ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ (اس کی) دلیل کیا ہے؟ (ایضاً ص ۲۶)

شیخ مقبل بن ھادی رحمہ اللہ طالب علموں کو نصیحت فرماتے ہیں کہ:

" نصيحتي لطلبة العلم: الإبتعاد عن التقليد ، قال الله سبحانه و تعالىٰ ﴿ وَلَا تَقْفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ﴾

طالب علموں کو میری یہ نصیحت ہے کہ وہ تقلید سے دور رہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جس کا تجھے علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ چل ۔ (غارة الأشرطة علی أھل الجھل والسفسطة ص ۱۱، ۱۲)

۲۰: مدینہ طیبہ کے خالص عربی، سلفی شیخ محمد بن ھادی بن علی المدخلی حفظہ اللہ نے تقلید کے رد پر ایک کتاب لکھی ہے " الاقناع بما جاء عن أئمة الدعوة من الأقوال في الإ تباع "

میں جب شیخ کے گھر گیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے یہ کتاب مجھے دی ۔ والحمد للہ

اس طرح کے اور بے شمار حوالے ہیں، ان سے ثابت ہے کہ تقلید کے رد پر خیر القرون میں اجماع تھا اور بعد میں جمہور کا یہ مسلک و مذہب و تحقیق ہے کہ تقلید جائز نہیں ہے ۔

تنبیہ (۱): امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے لکھا ہے کہ کہ:

" وأما من يسوغ له التقليد فهو العامي الذي لا يعرف طرق الأحكام الشرعية فيجوزله أن يقلدعالماً و يعمل بقوله: قال الله تعالىٰ ﴿ فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ "

تقلید جس کے لئے جائز ہے وہ ایسا عامی (جاھل) ہے جو شرعی احکام کے دلائل نہیں جانتا، اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی عالم کی تقلید کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر (علماء) سے پوچھ لو۔ (الفقیہ والمتفقہ ۶۸/۲)

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ:

" وهذا كله لغير العامة فإن العامة لابدلها من تقليد علماء ها عند النازلة تنزل بها لأنها لا تتبين موقع الحجة ولا تصل بعدم الفهم إلى علم ذلك "

یہ سب (تقلید کی نفی) عوام کے علاوہ (یعنی علماء) کے لئے ہے۔ رہے عوام تو ان پر مسئلہ پیش آنے کی صورت میں، ان کے علماء کی تقلید ضروری ہے۔ کیونکہ انہیں دلیل معلوم نہیں ہوئی اور عدمِ علم کی وجہ سے وہ اس کے فہم تک نہیں پہنچ سکتے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ۱۱۴/۲، الرد علی من أخلد إلی الأرض ص ۱۲۳)

اس طرح کے اقوال بعض دوسرے علماء کے بھی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ عامی (جاھل) عالم سے مسئلہ پوچھ کر اس پر عمل کرے گا، اور یہ تقلید ہے۔

عرض ہے کہ عامی (جاہل) کا عالم سے مسئلہ پوچھنا بالکل صحیح ہے لیکن گزشتہ صفحات میں باحوالہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ یہ تقلید نہیں ہے (بلکہ اتباع واقتداء ہے) مثلاً دیکھئے ص ۲ وغیرہ، اسے تقلید کہنا غلط ہے۔

عامی دو اجتہاد کرتا ہے:

۱: وہ صحیح العقیدہ اہلِ سنت کے عالم کا انتخاب کرتا ہے، اگر وہ بدقسمتی سے کسی اہلِ بدعت کے عالم کا انتخاب کرلے تو پھر صحیح بخاری کی حدیث: " **فيضلون و يضلون** " پس وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (البخاری: ۷۳۰۷، اور یہی مضمون ص ۲۲) کی رو سے گمراہ ہو سکتا ہے۔

۲: وہ صحیح العقیدہ اہلِ سنت کے عالم کے پاس جا کر مسئلہ پوچھتا ہے کہ مجھے دلیل سے جواب دو، عامی کا یہی اجتہاد ہے۔ نیز دیکھئے مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۰۴/۲۰) واعلام الموقعین (۲۱۶/۴) وایقاظ ھمم أولی الابصار (ص ۳۹)

عامی سے مراد: " **الصرف الجاهل الذي لا يعرف معنى النصوص والأحاديث وتأويلا تها** "

جاہل محض، جو نصوص واحادیث کا معنی اور تاویل نہیں جانتا۔ (خزانۃ الروایات، بحوالہ ایقاظ ھمم أولی الأبصار ص ۳۸)

عامی اگر جنگل میں ہو اور قبلہ کی سمت اسے معلوم نہ ہو وہ نماز پڑھنے کے لئے اجتہاد کرلے گا۔

ایک عامی (مثلاً دیوبندی) اپنے مولوی، مثلاً یونس نعمانی (دیوبندی) سے مسئلہ پوچھ کر اگر اس پر عمل کرے تو کوئی بھی یہ نہیں کہتا ہے کہ یہ عامی یونس نعمانی کا مقلد ہو گیا ہے اور اب یہ حنفی نہیں بلکہ یونسی ہے۔!!

تنبیہ (۲): خطیب بغدادی وابن عبدالبر وغیرہما نے علماء کے لئے تقلید کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اس کے برعکس دیوبندی و بریلوی حضرات یہ کہتے پھرتے ہیں کہ عالم پر بھی تقلید واجب ہے۔ اسی وجہ سے ان کے نام نہاد علماء بھی اہلِ تقلید کہلاتے

ہیں۔

تنبیہ(۳): بعض علماء کے ساتھ حنفی وشافعی و مالکی وحنبلی کا سابقہ ولاحقہ لگا ہوتا ہے جس سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ یہ علماء مقلدین میں سے تھے۔اس استدلال کے باطل ہونے کے چند دلائل درج ذیل ہیں۔

ا: حنفی وشافعی علماء نے خود تقلید پر شدید رد کر رکھا ہے۔ دیکھئے ص ۲۸ حوالہ: ۹ (ابوجعفر الطحاوی)، ص ۲۸ حوالہ: ۱۰ (العینی) وص ۲۹ حوالہ: ۱۱ (الزیلعی) وغیرہ،

۲: ان علماء سے مروی ہے کہ وہ تقلید کا انکار کرتے تھے۔شافعیوں کے علماء: ابوبکر القفال، ابوعلی اور قاضی حسین سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''لسنا مقلدین للشافعي ، بل وافق رأینا رأیه''

ہم (امام) شافعی کے مقلد نہیں ہیں بلکہ ہماری رائے (اجتہاد کی وجہ سے) ان کی رائے کے موافق ہوگئی ہے۔

(النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر رطبقات الفقهاء، تصنیف عبدالحئ لکھنوی ص ۷، تقریرات الرافعی ج ا ص ۱۱ والتقریر التحبیر ج ۳ ص ۴۵۳)

علماء خود اعلان کر رہے ہیں کہ ہم مقلدین نہیں ہیں اور مقلدین یہ شور مچا رہے ہیں کہ یہ علماء ضرور مقلدین ہیں، سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ

۳: کسی مستند عالم سے یہ قول ثابت نہیں ہے کہ '' انا مقلد '' میں مقلد ہوں!!

تنبیہ(۴): بعض علماء کو طبقات الشافعیہ وطبقات الحنفیہ وطبقات المالکیہ وطبقات الحنابلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اس کی دلیل نہیں ہے کہ یہ علماء: مقلدین تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ طبقات الحنابلہ (ج ا ص ۲۸۰) وطبقات المالکیہ (الدیباج المذھب ص ۳۲۶ ت ۴۳۷) میں مذکور ہیں۔امام شافعی رحمہ اللہ طبقات مالکیہ وطبقات حنابلہ میں مذکور ہیں۔ کیا یہ دونوں امام بھی مقلدین میں سے تھے؟ اصل وجہ یہ ہے کہ استادی شاگردی یا اپنے نمبر بڑھانے وغیرہ کیلئے ان علماء کو ان کتبِ طبقات میں ذکر کر دیا گیا ہے، یہ ان کے مقلد ہونے کی دلیل نہیں ہے۔اس طویل تمہید کے بعد اب ماسٹر امین اوکاڑوی صاحب کے رسالے'' تحقیق مسئلہ تقلید'' کا جواب پیش خدمت ہے شروع میں ماسٹر صاحب کی عبارت کا عکس اور اس کے بعد علی الترتیب جوابات لکھ دیئے گئے ہیں والحمدللہ، وما توفیقی إلا بالله ،

سکینگ

مائل:

(۱) تحقیق کا لفظ تقلید کی ضد ہے۔ جب تحقیق ہوگی تو تقلید ختم ہو جائے گی۔ تقلید آتی ہی اس وقت ہے جب تحقیق نہ ہو۔ ایک غالی دیوبندی مولوی امداد الحق شیووی ''فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی'' نے صاف صاف لکھا ہے کہ:

''حققوا ولا تقلدوا '' (حقیقت حقیقت الالحاد ص ۱۳۱ مطبوعہ: اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی نمبر ۵)

شیووی کی عبارت کا ترجمہ: ''تحقیق کرو اور تقلید نہ کرو''

معلوم ہوا کہ تقلید تحقیق کی ضد ہے۔ والحمدللہ

تحقیق اور تقلید ایک دوسرے کی ضد اور نقیض ہیں۔ تحقیق کا مادہ ''حق'' ہے۔ جس کا معنی ثابت شدہ بات صحیح بات وغیرہ ہے۔ اور ''تحقیق'' کا معنی ثابت کرنا، صحیح بات تک پہنچنا ہے جبکہ ''تقلید'' اس کے بالکل برعکس: غیر ثابت باتوں کو ماننا اور اپنانا ہے۔

(۲) محمد امین صفدر صاحب، حیاتی دیوبندیوں کے مشہور مناظر تھے۔ راقم الحروف نے ان کا تفصیلی رد ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' / ''تحقیق جزء رفع الیدین'' اور ''تحقیق جزء القراءۃ للبخاری'' میں لکھا ہے۔ اوکاڑوی صاحب کے اکاذیب وافتراءات پر علیحدہ کتاب مرتب کرنے کا پروگرام ہے۔ فی الحال ان کے دس جھوٹ پیشِ خدمت ہیں:

۱: امین اوکاڑوی نے کہا: ''اس کا راوی احمد بن سعید دارمی مجسمہ فرقہ کا بدعتی ہے''

(مسعودی فرقہ کے اعتراضات کے جوابات ص ۴۱، ۴۲ تجلیات صفدر، طبع جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ ج ۲ ص ۳۴۸، ۳۴۹)

تبصرہ: امام احمد بن سعید الدارمی رحمہ اللہ کے حالات تہذیب التہذیب (۳۱/۱، ۳۲) وغیرہ میں مذکور ہیں۔ وہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما کے راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کی تعریف کی۔ حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا: '' ثقة حافظ '' (تقریب التہذیب: ۳۹)

ان پر کسی محدث یا امام یا عالم نے، مجسمہ فرقے میں سے ہونے کا الزام نہیں لگایا۔

۲: اوکاڑوی نے کہا: ''رسول اقدس ﷺ نے فرمایا: '' لا جمعة الا بخطبة '' خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا''

(مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۶۹ طبع جون ۱۹۹۳ء)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث: رسول اللہ ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ مالکیوں کی غیر مستند کتاب ''المدونہ'' میں ابن شہاب (الزھری) سے منسوب ایک قول لکھا ہوا ہے کہ:

'' بلغني أنه لا جمعة إلا بخطبة فمن لم يخطب صلى الظهر أربعاً '' (ج ۱ ص ۱۴۷)

اس غیر ثابت قول کو اوکاڑوی صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً منسوب کر دیا ہے۔

۳: اوکاڑوی نے کہا: ''برادران اسلام، اللہ تعالیٰ نے جس طرح کافروں کے مقابلے میں ہمارا نام مسلم رکھا، اسی طرح اہلِ حدیث کے مقابلے میں آنحضرت ﷺ نے ہمارا نام اہلسنت والجماعت رکھا''

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۰۶ طبع نومبر ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: کسی ایک حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اہلِ حدیث کے مقابلے میں دیوبندیوں کا نام: اہل سنت والجماعت نہیں رکھا۔ یہ بات عام علماء حق کو معلوم ہے کہ دیوبندی حضرات اہلِ سنت والجماعت نہیں ہیں بلکہ نرے صوفی ،وحدت الوجودی اور غالی مقلد ہیں۔

۴: اوکاڑوی نے صحاح ستہ کے مرکزی راوی ابن جریج کے بارے میں کہا:

''یہ بھی یاد رہے کہ یہ ابن جریج وہی شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں متعہ کا آغاز کیا اور نوے عورتوں سے متعہ کیا'' (تذکرۃ الحفاظ)'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۶۴)

تبصرہ: تذکرۃ الحفاظ للذھبی (ج ۱ ص ۱۶۹ تا ۱۷۱) میں ابن جریج کے حالات مذکور ہیں مگر ''متعہ کا آغاز'' کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ خالص اوکاڑوی جھوٹ ہے۔ رہی یہ بات کہ ابن جریج نے نوے عورتوں سے متعہ کیا تھا بحوالہ تذکرۃ الحفاظ (ص ۱۷۰، ۱۷۱) یہ بھی ثابت نہیں ہے کیونکہ امام ذھبی نے ابن عبدالحکم تک کوئی سند بیان نہیں کی۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ: ''اور بے سند بات حجت نہیں ہوسکتی'' (احسن الکلام ج ۱ ص ۳۲۷ طبع: باردوم)

۵: ایک مردود روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ''مگر تاہم طحاوی ج ۱/ص ۱۶۰ پر تصریح ہے کہ مختار نے یہ حدیث بذاتِ خود حضرت علیؓ سے سنی۔'' (جزء القرأۃ للبخاری، بتحریفات: اوکاڑوی ص ۵۸ تحت ح ۳۸)

تبصرہ: معانی الآثار للطحاوی (بیروتی نسخہ ۲۱۹/۱، نسخہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی ج ۱ ص ۱۵۰) میں لکھا ہوا ہے کہ: '' عن المختار بن عبد الله بن أبي ليلیٰ قال: قال علي رضی الله عنه ''

یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ ''قال'' اور ''سمعت'' میں بڑا فرق ہے۔ قال (اس نے کہا) کا لفظ تصریح سماع کی لازمی دلیل نہیں ہوتا، جزء القرأت کی ایک روایت میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

'' قال لنا أبو نعيم '' (ح ۴۸) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی فرماتے ہیں کہ: ''اس سند میں نہ بخاریؒ کا سماع ابونعیم سے ہے اور ابن ابی الحسناء بھی غیر معروف ہے'' (جزء القرأت مترجم ص ۶۴)

۶: اوکاڑوی نے کہا: ''اور دوسرا صحیح السند قول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **لا يقرؤا خلف الامام** کہ امام کے پیچھے کوئی شخص قرأت نہ کرے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶)'' (جزء القرأۃ، ترجمہ وتشریح: امین اوکاڑوی ص ۶۳ تحت ح ۴۷)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث موجود نہیں ہے، بلکہ یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے مرفوع حدیث بنالیا ہے۔

۷: اوکاڑوی نے کہا: ''حضرت عمرؓ نے حضرت نافع اور انس بن سیرین کو فرمایا: **تكفيك قراءة الامام** تجھے امام کی قرأت کافی ہے'' (جزء القرأۃ / اوکاڑوی ص ۶۶ تحت ح ۵۱)

تبصرہ: انس بن سیرین رحمہ اللہ ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں پیدا ہوئے (تہذیب التہذیب: ۱/۴ ۳۷۴) اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے (تقریب التہذیب: ۴۸۸۸) نافع نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا (اتحاف المھرۃ للحافظ ابن حجر ۱۲/۳۸۶ قبل ح ۱۵۸۱۰) معلوم ہوا کہ انس بن سیرین اور نافع دونوں، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں موجود ہی نہیں تھے تو ''کو فرمایا'' سراسر جھوٹ ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے گھڑ لیا ہے۔

۸: اوکاڑوی نے کہا: ''تقلید شخصی کا انکار ملکہ وکٹوریہ کے دور میں شروع ہوا اس سے پہلے اس کا انکار نہیں بلکہ سب لوگ تقلید شخصی کرتے تھے۔'' (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۱۴۱۰ نسخہ فیصل آباد)

تبصرہ: احمد شاہ درانی کو شکست دینے والے مغل بادشاہ احمد شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ (دور حکومت ۱۱۶۱ھ تا ۱۱۶۷ھ) کے عہد میں فوت ہوجانے والے شیخ محمد فاخر الہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

''جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے۔ تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے'' (رسالہ نجاتیہ ص ۴۱، ۴۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے تقلید شخصی کی مخالفت کی ہے (دیکھئے یہی مضمون ص ۲۹)

امام ابن حزم نے اعلان کیا ہے کہ: ''**والتقليد حرام**'' اور (عامی ہو یا عالم) تقلید حرام ہے۔

(النبذۃ الکافیہ ص ۷۰، ۷۱ و یہی مضمون ص ۲۸)

یہ سب ملکہ وکٹوریہ سے بہت پہلے گزرے ہیں۔

۹: اوکاڑوی نے کہا: ''یہی وجہ ہے کہ سب محدثین ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کے مقلد ہیں''

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۶۲ طبع اول ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) سے محدثین کرام کے بارے میں پوچھا گیا کہ ''**هل كان هؤلاء مجتهدين لم يقلدوا أحداً من الأئمة، أم كانوا مقلدين**'' کیا یہ لوگ مجتہدین تھے، انہوں نے ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کی یا یہ مقلدین تھے؟ (مجموع فتاوی ج ۲۰ ص ۳۹) تو شیخ الاسلام نے جواب دیا:

''**الحمد لله رب العالمين، أما البخاري و أبو داود فإما مان فى الفقه من أهل الاجتهاد، وأما مسلم والترمذي والنسائي و ابن ماجه وابن خزيمة و أبو يعلى والبزار و نحوهم فهم على مذهب أهل**

الحديث ، ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء ، ولا هم من الأئمة المجتهدين على الاطلاق"
بخاری اور ابوداؤد تو فقہ کے امام (اور) مجتہد (مطلق) تھے۔ رہے امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلی اورالبز ار وغیرہم تو وہ اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، علماء میں سے کسی کی تقلید معین کرنے والے، مقلدین نہیں تھے، اور نہ مجتہد مطلق تھے" (مجموع فتاوی ج ۲۰ ص ۴۰)

یہ عبارت اس مفہوم کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی ہے۔

توجيه النظر إلى أصول الأثر للجزائری ص (۱۸۵) الکلام المفید فی اثبات التقلید تصنیف سرفراز خان صفدر دیوبندی ص (۱۲۷ طبع ۱۴۱۳ھ) ماتمس إلیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ (ص ۲۶)

تنبیہ: شیخ الاسلام کا ان کبار ائمہ حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ "نہ مجتہد مطلق تھے" محلِ نظر ہے۔ رحمه الله رحمة واسعة ،

۱۰: اوکاڑوی صاحب نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں کہا:

"میں نے کہا: سرے سے یہ ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دوسو صحابہ سے ہوئی ہو اور یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ ابن زبیرؓ کے وقت تک کسی ایک شہر میں دوسو صحابہ موجود ہوں"

(تحقیق مسئلہ آمین ص ۴۴ و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۵۶، طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء)

دوسرے مقام پر یہی اوکاڑوی صاحب اعلان کرتے ہیں کہ:

"مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں۔ دوسو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے" (نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت ص ۹، و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۲۶۵)

تبصرہ: ان دونوں عبارتوں میں ایک عبارت بالکل جھوٹ ہے۔ اوکاڑوی صاحب کے دس اکاذیب کا بیان ختم ہوا۔

(باقی آئندہ)